آؤ لوگو کہ یہیں نور خدا پاؤ گے | لو تمہیں طور تسلی کا بتایا ہم نے

ریویو آف ریلیجنز

یعنی

دنیا کے مذاہب پر نظر

بابت ماہ جون سنہ ۱۹۱۳ء | رجب سنہ ۱۳۳۱ ہجری

چندہ سالانہ | عام طلباء سے

فہرست مضامین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علےٰ رسولہ الکریم

انگلستان میں اسلام

(رقمزدہ خالد شلڈریک آفندی آنریری وائس پریزیڈنٹ اسلامک سوسائٹی لنڈن)

حصہ اوّل

جہانتک میرا علم ہے آج تک اس موضوع پر کوئی مفصل و مبسوط مضمون شائع نہیں ہوا کہ انگلستان میں اسلام کیونکر اور کن ذرائع سے پہنچا۔ بہت لوگوں کا تو یہ خیال ہے کہ جزائر برطانیہ کے اصل باشندوں میں سے کوئی بھی مشرف باسلام نہیں ہوا۔ البتہ چند مشرقی مسلمان طلبا یا سوداگر ہیں جو مشاغل علمیہ یا تجارت کے سبب انگلستان میں اقامت اختیار کرتے اور اسلام کا نام لیتے رہتے ہیں۔ واضح رہے کہ اسلام کی خبر جزائر برطانیہ میں پہلے پہل فرانسیسی اور لاطینی ذرائع سے پہنچی تھی۔ اور رومن پادریوں نے نہایت حزم و احتیاط سے اسلام کو بگاڑ کر پیش کیا ان یسوعی واعظوں نے اہل برطانیہ کو بتایا کہ مسلمان اپنے نبیؐ کو خدا سمجھتے ہیں اس لغو اور جھوٹے دعوی کی تائید میں ایک بھجن بھی گھڑ لیا گیا اور انگریزوں کو کہا گیا کہ محمد کے پیرو اس بھجن کو گایا کرتے ہیں رومن پادریوں کی ہفوات کا یہ حصہ یعنی محولہ بالا بھجن تاریخ میں محفوظ ہے مشہور مورخ آرڈیریکس وائی ٹیلس Orderieus Vitalis نے اسے مندرجہ ذیل الفاظ میں قلمبند کیا ہے۔

”ہمارے خدا محمد پر سلام ہو۔ خوشی کا باجہ بجاؤ اور منبر پر چڑھاؤ تاکہ ہمارے دشمن مغلوب و نابود ہو جائیں“۔

ترجمہ از ریویو انگریزی بابت جولائی سنہ ۱۹۱۳ء

یہ غلط فہمی تو مسلمانوں کے خدا کی نسبت پھیلائی گئی تھی اب ملاحظہ ہو کہ خنزیر کے گوشت سے نفرت رکھنے کی نسبت کیا عجیب و غریب کہانی وضع کی گئی تھی - اور کس طرح فریب بازی سے عوام الناس کو حق سے ناواقف رکھا گیا تھا- مورخ روجر Roger اپنی کتاب موسومہ "تاریخ کے پھول" The Flowers of History حصہ اول میں لکھتا ہے کہ "محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ایک مرتبہ مخمور ہو کر (نقل کفر کفر نہ باشد) گوبر کے ڈھیر پر گر پڑے وہاں سوروں نے اُنکے جسم کا ایک حصہ کھا لیا" بس اس وجہ سے مسلمان سوٗر کے گوشت سے متنفر ہیں۔ غرض اسلام کے متعلق ابتدا ہی میں اس قسم کی بے بنیاد اور لایعنی کہانیاں عمداً اشائع کی جاتی تھیں اور اہل برطانیہ کے صداقت پسند قلب کو غلط بیانی کر کے اسلام کی مخالفت پر آمادہ کیا جاتا تھا- بعض لوگوں کا خیال تھا کہ محمد ایک بُت کا نام ہے (وہ اس مبارک نام کو بگاڑ کر مہوند پکارتے تھے) جس میں ایک خبیث روح نے حلول کیا ہوٗا ہے اور عربی افواج اس سے نیک و بد فال طلب کرتی ہیں- اُنکا یہ بھی خیال تھا کہ اہل عرب ایک ترموتی کی پرستش کرتے ہیں جسکے اقنوم ثلاثہ مہوند- اپولین Apolyn (شیطان) ٹرماگینٹ Termagent (ایک فرضی اسلامی دیوتا) ہیں وہ کہتے تھے کہ اہل اسلام اور "اُنکا نبی زہرہ کے پرستار ہیں اسی لیئے اہل عرب جمعہ کے دن کو بہت مبارک سمجھتے ہیں" بس ایسی بیہودہ اور بے بنیاد کہانیاں تھیں جو مسیحی واعظ اسلام کی نسبت شائع کرتے رہتے تھے- جب اُنکے بعد پراٹسٹنٹوں کا دَور دَورہ ہوٗا تو یسوعی تعصب اور لاعلمی نے اُن کو بھی رومن کیتھولکوں کے ہی نقش قدم پر چلایا اور وہ بھی ہمارے مقدس نبیؐ کو معاذ اللہ "جھوٹا نبی" یا "پوپ کا دوست" کہکر پکارتے تھے چنانچہ مارٹن لوتھر Martin Luther پوپ پر اپنی خفگی کا اظہار بدیں الفاظ کرتا ہے "اے شیطان ملعون - اے مردود ....." جہاں نقطے ڈالے گئے ہیں وہاں وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک لکھتا ہے- صلی اللہ علیٰ محمد و علیٰ آل محمد و بارک وسلم - اسکے جواب میں پوپ نے لوتھر کے پیرووٗں کو قبول اسلام کا ملزم ٹھہرایا اور ہنری ہشتم شاہ انگلستان و مارٹن لوتھر کو مسلمان کہکر پکارا- ذیل میں چند اشعار کا ترجمہ دیا جاتا ہے جو ملکہ الزبتھ Elizabeth کے زمانہ میں رابرٹ وِزڈم Robert Wisdom نے تصنیف کیئے تھے اور جن میں

پوپ اور ترکوں سے امان چاہی گئی ہے ہو ہذا۔

"اے خدا اپنے پاک کلام کی طفیل ہم کو ترک اور پوپ سے بچائیو کیونکہ یہ دونوں تیرے پیارے بیٹے یسوع مسیح کو تخت سے اُتارنا چاہتے ہیں"

جان بیل بشپ اوسوری John Bale Bish. Ossory (۱۴۹۵ء - ۱۵۶۳ء) اپنی ایک تحریر میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور پوپ کے متعلق اس طرح دُرافشانی کرتا ہے "وہ بے تحاشا لوگوں کو موت کے گھاٹ اُتارتے ہیں۔ وہ شیطان کے شرارت افزا نواب ہیں۔ اور خداوند جس نے دنیا کو نجات دی وہ اُسکے منکر ہیں"۔ ان مثالوں سے صاف عیاں ہے کہ اسلام اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق انگریز اور یورپین کیسی افسوسناک غلطیوں میں مبتلا تھے۔ اور کس طرح جہالت کے خوفناک بادل راستی کے مطلع پر منڈلا رہے تھے۔ لیکن ایسی حالت میں بھی راستی اپنی جھلک دکھاتی ہے اور پُرانی تحریروں سے پایا جاتا ہے کہ بعض راستی پسند طبیعتیں پادریوں کی فراہم کردہ معلومات پر قانع نہ رہیں اپنی ذاتی تحقیقات سے حق کی متلاشی ہوئیں اور آخر گوہر مقصود سے بہرہ انداز ہوکر دولت اسلام سے مالا مال ہو گئیں۔ چنانچہ لوتھر اپنی کتاب القرآن (۱۶۴۲ء) فصل ۳۱ میں اسطرح رقمطراز ہے ان اہل یورپ میں سے جنہوں نے اسلام قبول کیا" ایک تو برنارڈی نس اوکی نس Bernardinus Ochinus ہے دُوسرا آدم نیوسی رس Adam Neuserus هیڈلبرگ Heidleberg کا پادری ہے۔ تیسرا شخص انڈریس والے نس Andreas Volanus نامی ایک مشہور پراٹسٹنٹ ہے۔ انکے علاوہ اور بھی بہت سے اشخاص ہیں"۔ ان لوگوں کے مشرف باسلام ہونے سے لیوتھر کے متبعین بہت گھبرائے اور اسلام و ترکوں کی نسبت سخت زہر اگلنا شروع کر دیا انکی کتابوں میں اسلام و ترک کو مرادف قرار دیکر اُس کو مکاشفات کا حیوان۔ دجال۔ عربی خنزیر وغیرہ ناموں سے پکارا گیا۔ اور اُسکے نام کو ہی غیظ و غضب کے ہم معنی سمجھا گیا" ملاحظہ ہو سرو الٹریلے ۱۶۳۷ء۔

اس زمانہ کے بعد میں آنے والی صدیوں میں یہی حال رہا یہانتک کہ آخر انگریزی قوم کا یہ عقیدہ ہو گیا .... کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم معاذ اللہ ایک جھوٹے مدعی نبوت تھے۔ اس زمانہ میں صرف ایک کتاب اسلام کی تائید میں لکھی گئی تھی لیکن

عیسائیت کے تعصب اور اسلام سے عوام کے تنفر کا وہ زور و شور تھا کہ مصنف ڈاکٹر ہنری سٹبس Dr. Henry Stubbes (۱۶۷۳ء) کو یہ جرأت نہ ہو سکی کہ اپنی تحریر کو شائع کرے۔ یہ کتاب اس زمانہ سے اب تک دست بدست چلی آئی حتٰی کہ سال گذشتہ اسلامک سوسائٹی نے اس نسخہ کو چھاپ کر شائع کیا۔ جب حافظ محمود خاں شیرانی سکرٹری سوسائٹی نے اس کتاب کو شائع کیا تو عوام پر ایک سنسنی سی چھا گئی۔ حالانکہ اسلام کے خلاف گذشتہ افتراؤں کے علاوہ بعد کے زمانہ میں ہزاروں کتابیں شائع ہوئی ہیں جن میں باوجود زمانہ کی ترقی کے سابقہ مسیحی افترا پردازی کی جھلک موجود ہے۔ مثال کے طور پر سر ولیم میور کی تصانیف پیش کیجا سکتی ہیں۔ لیکن اس زمانہ میں جو مسرت افزا تغیر ہوا ہے وہ بھی کچھ کم قابل قدر نہیں چنانچہ مسٹر ٹی۔ ڈبلیو آرنلڈ کی کتاب "دعوت اسلام" زمانہ کی بدلی ہوئی حالت کا نتیجہ ہے اس میں مصنف نے اشاعت اسلام کے متعلق صحیح تاریخی واقعات کا اندراج کیا ہے۔

"دعوت اسلام" کے بعد جو عمدہ قابل مطالعہ کتاب میری نظر سے گذری ہے وہ ایڈون جانسٹن Edwin Johnston کی تصنیف "مسیحیت کا عروج" The Rise of Xendome ہے۔ گو مصنف نے کسی جگہ قبولیت اسلام کا اعتراف نہیں کیا تاہم کتاب کے مطالعہ سے روشن ہو جاتا ہے کہ اس قابل محقق نے اپنی فاضلانہ تصنیف کی تکمیل میں جس عرق ریزی اور تحقیق سے کام لیا ہے اور جس سے متاثر ہو کر وہ اسلام کو "نہایت ہی قابل تحسین مذہب" قرار دیتا ہے اس نے ضرور اسکے قلب کو اسلام کے نور سے منور کیا تھا۔ اب میں یہاں پر اسلامی لٹریچر کے مضمون کو چھوڑتا اور انیسویں صدی کے واقعات کی طرف متوجہ ہوتا ہوں۔ اس مبارک صدی میں اسلام کا علم انگلستان میں اس شان سے بلند ہوا ہے کہ جبتک انگریز مسلمانوں کا وجود ہے اور جبتک وہ اپنے مقدس مذہب کی حفاظت میں اپنا خون تک بہانے کو تیار اور زندہ ہیں اسوقت تک کوئی طاقت اسے سرنگوں نہیں کر سکتی۔

حصہ دوئم

اگرچہ سخت غلط فہمیوں کی اشاعت ہمارے اقدس مذہب کی ترقی کے راستہ میں کاوٹ رہی ہے اور گذشتہ زمانہ میں شاذ و نادر ہی کوئی انگریز اسلام کا حلقہ بگوش ہوا ہے تاہم

اُنیسویں صدی کے اختتام پر ایک معتد بہ تبدیلی رونما ہوئی اور اہل قلم نے کہیں کہیں اسلام کی حمایت میں قلم کو جنبش دینی شروع کی اور اس مذہب کی نسبت تحقیقات کرنے کا شوق بعض قلوب میں موجزن ہُوا۔ اس شوقِ تحقیقات نے گذشتہ تعصب کے بادلوں کو پھاڑ ڈالا اور حقیقت کے آسمان کا مصفّا چہرہ اکثر ارباب بصیرت کو نظر آ گیا چنانچہ بعضوں نے علانیہ مسلمان ہونے کا اعلان بھی کر دیا۔ واضح رہے کہ یہ اعلان اگر کسی سابقہ دَور میں ہوتا تو اسکی سزا زندہ جلانا یا کم از کم سوسائٹی سے خارج کر دینا ہوتی برٹش مسلمانوں کی سب سے پہلے باقاعدہ انجمن مقام لورپول ۱۸۸۱ء میں قائم ہوئی اسکے محرک و روح رواں ایک انگریز بارسٹر مسمّی بہ ڈبلیو۔ ایچ قیولیم تھے صاحب موصوف نے دینی اقامت الجیریا کے زمانہ میں دین اسلام قبول کیا تھا۔ آپکا اسلامی نام عبد اللہ تھا۔ مشرف با سلام ہونیکے بعد آپنے اکثر سلطان عبد الحمید کے حضور شرف باریابی حاصل کیا اور سلطان نے نہ صرف شیخ عبد اللہ اور اُنکے خاندان پر شاہانہ عطایات کی بارش کی بلکہ شیخ موصوف کو بے کا خطاب بھی دیدیا۔ چونکہ مسٹر قیولیم کی نسبت بعض حلقوں میں غلط اور ناخوشگوار خیالات کا اظہار کیا گیا ہے اسلیئے راقم الحروف اس امر کو بھی اپنا فرض سمجھتا ہے کہ اپنے ذاتی معلومات اور گہرے تعارف کی بنا پر ناظرین کو یہ بتائے کہ شیخ عبد اللہ قیولیم کو اشاعت اسلام کی غرض سے بہت سی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا اور مصائب جھیلنی پڑیں۔ صاحب موصوف ایک وجیہ صورت۔ حاضر جواب۔ معقول پسند۔ مہربان طبیعت اور متحمل مزاج بزرگ تھے لورپول میں آپ کو "غریبوں کا بارسٹر" کہکر پکارا جاتا تھا۔ اس نام کی وجہ یہ تھی کہ آپ بسا اوقات غریب نادار لوگوں کے مقدمات کو بلا اُجرت لے لیتے اور عدالت میں پیش ہوکر پیروی کرتے۔ آپ ایک عالم متبحر۔ قابل ماہر خواص زمین اور اعلیٰ درجہ کے زباندان تھے۔ مینکس Manx اور لورپول کی اکثر علمی مجالس اور انجمنوں نے آپکو میر مجلس منتخب کیا ہُوا تھا۔ آپ کی تصنیف موسوم بہ "جزیرہ مین کے قدیمی آثار" آپکی اعلیٰ قابلیت اور فن جیولوجی کی مہارت کا بیّن ثبوت ہے اگرچہ وہ فاضل اور قابل قدر شیخ بد قسمتی سے آج ہم میں نہیں اور ایک قانونی اصطلاحی غلطی کی وجہ سے اُنکو انگلستان چھوڑنا پڑا ہے

لیکن وہ غلطی کوئی فعل مجرمانہ نہ تھی - راقم مضمون جسے مقدمہ کے تمام حالات سے آگاہی ہے
بوثوق یہ کہ سکتا ہے کہ اخلاقاً شیخ صاحب کا فعل مستحسن اور ناقابل الزام تھا اور اس سے
صرف یہ واضح ہوتا تھا کہ اسلامی قانون جسکی بُنیاد آج سے تیرہ سو برس پہلے ڈالی گئی تھی موجودہ
انگریزی قانون سے بدرجہا بہتر ہے۔ اور انگریزی قانون باوجود ادعائے تہذیب و تمدن
ابھی تک۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قائم کردہ معیار تک نہیں پہنچا۔ خیر یہ تو جملہ معترضہ
تھا اب اصل مضمون کو لیتا ہوں - اس قابل شیخ نے اسلام پر کئی ایک کتابیں
تصنیف کیں مفصلہ ذیل کتب آپکے رشحِ قلم کا نتیجہ تھیں -

' دینِ اسلام '۔ ' سابقین کے نقوش قدم '۔ ' تلوار کا مذہب '۔ ' اسلام کا مطالعہ '
وغیرہم - علاوہ ازیں آپ کریسنٹ The Cres. اور اسلامک ورلڈ Islamic Wo.
دو اخبار اپنے خرچ پر نکالتے تھے - آپ نے مسجد اور لیکچر ہال قائم کیے اور کل دنیائے
اسلام نے اُنکی اعانت کی ۲۵ برس تک مسٹر عبداللہ قیولیم اسلام پر لکھتے اور بولتے
رہے - مسجد کی کھڑکیوں کو مسیحی تعصب کے ہاتھوں ہر ہفتہ زخم اُٹھانے پڑتے رہے۔
اور ہمارے قابل احترام شیخ کو ذلیل کرنے کے لیئے ہر ممکن کوشش سے کام لیا جاتا رہا
سنہ ۱۹۰۶ء میں لِوَرپول ٹاؤن ہال میں ایک جلسہ ہُوا اس جلسہ میں شیخ صاحب گو تنِ واحد
تھے لیکن آپنے کمال دلیری اور حوصلہ سے حمایت اسلام کا فرض ادا کیا اور اس واقعہ
پر نہ صرف انگریزی اخبارات کے کالموں میں بحث کی گئی بلکہ دیگر ممالک یورپ میں بھی
اس کا چرچا ہُوا - یہ قابل تقلید مثال بے اثر نہ رہی کئی منصف مزاج انگریز مسٹر قیولیم
کے ساتھ ہوگئے اور اب تک مسلمانوں کی ایک باقاعدہ جماعت لِوَرپول میں موجود ہے
جسکے جان نثار ممبروں میں مفصلہ ذیل اصحاب قابل ذکر ہیں الف جعفر مارٹی مور
A. Djaffar Mortimore میر مجلس - پروفیسر سٹیفن Prof. Stephon
حسن آرکولی Hasan Arculli رشید پی سٹینلی سابق مے ار اوف سٹینلی برج R. P.
Stanley late mayor of Stanley Br. انکے علاوہ ناظرین کی آگاہی کے لیئے ہم یحییٰ النصر
پارکنسن Y. en. Nasr Parkinson ایف جی - ایس کا قابل احترام نام پیش کرتے ہیں

آپ بھی نومسلموں کی اُس جماعت سے تعلق رکھتے ہیں جو مسٹر عبداللہ قیویلیم کے ہاتھ
پر مشرف باسلام ہوئے تھے اس فاضل انسان کا وجود انگلستان میں اسلام کے لیے بہت
فائدہ مند اور باعث فخر ہے۔ ان کا فصیح قلم آئے روز اسلام کی خدمت میں مصروف رہتا
ہے اور چونکہ وہ شاعر بھی ہیں اسلیئے وہ مشہور عرب شاعروں کے کلام کو انگریزی کا لباس
پہناتے رہتے ہیں۔ مَیں بھی اُنکی دوستی اور اخوت کے رشتہ پر نازاں ہوں۔ اسوقت
اڈنبرا - برسٹل - گلاسگو - اوکسفورڈ - کیمبرج - مانچسٹر اور کارڈف میں برٹش
اسلامی جماعتیں موجود ہیں - ایک عیسائی اخبار انگلش اور سکاچ مسلمانوں کی تعداد
دو ہزار نفوس بتلاتا ہے اور فری تھنکر اس پر رائے زنی کرتا ہُوا لکھتا ہے کہ یہ تعداد
اُن تمام مسلمانوں کی تعداد سے کہیں زیادہ ہے جنہوں نے کبھی اسلام چھوڑ کر دین مسیحی
اختیار کیا ہو حالانکہ عیسائی واعظ تو اپنے مذہب کی اشاعت کے لیئے کروڑوں روپیہ خرچ
کرتے اور بوقت ضرورت عیسائی یوُرپ کی بری و بحری افواج بھی اُنکی اعانت کے لیئے
تیار ہوتی ہیں لیکن برخلاف اسکے اسلام کی طرف سے نہ کوئی باقاعدہ کوشش اور نہ دباؤ
ہے جو شخص مسلمان ہوتا ہے وہ اپنی آزادانہ تحقیقات اور ذاتی جوش کی بنا پر تبدیل مذہب
کرتا ہے۔

اب لنڈن میں ایک انجمن موسوم بہ ' اسلامک سوسائٹی ' قائم ہے جسکا مَیں بھی وائس پریسیڈنٹ
ہوں۔ اس مجلس کا نام انگلش سوسائٹی رکھنا محال ہے کیونکہ اسکے ممبروں کی بڑی تعداد
ہندوستانی - مصری اور عثمانی مسلمانوں پر مشتمل ہے۔ یہ سوسائٹی بڑا شاندار کام کر رہی
ہے اور مختلف اسلامی عناصر کو مذہبی فرائض مثل رمضان کے روزے اور عیدین وغیرہ کی
ادائگی میں ایک مرکز پر جمع کرتی ہے۔ اس سوسائٹی کا سنگِ بُنیاد ڈاکٹر عبداللہ المامون
سہروردی نے رکھا تھا ڈاکٹر صاحب پہلے مسلمان تھے جن سے میرا اول ہی اول تعارف
ہُوا - وہ ایک پرجوش مسلمان تھے انہوں نے نہایت عمدہ کام کیا اور ایک چھوٹا سا اخبار
الموسوم بہ ' دنیا کی روشنی ' جاری کیا - میرے خیال میں تو وہ اسلام کی ایک زندہ مثال
تھے۔ اُنکے بعد مسٹر ایس - بی احمد بی - اے ساکن حیدرآباد دکن ایک اور کارکن مسلمان تھے

انہوں نے کمال دانشمندی اور دُور اندیشی سے نہایت خطرناک ایام میں ہماری تائید و رہنمائی کی۔ پھر سوسائٹی کے سابق سکرٹری حافظ محمود شیرانی نے اسلام کی خاطر بہت بڑی جدوجہد کی اور جو لوگ حافظ صاحب سے واقف ہیں وہ اُن کے مدّاح اور انکی خدمات کے معترف ہیں۔ دشمن کے مضبوط قلعہ کے اندر تن تنہا آمادہ جنگ ہونا بڑی جرأت اور بڑے حوصلے کا کام ہے اور جو مسلمان اسلامی ممالک میں رہتے ہیں وہ ان مشکلات کا اندازہ نہیں کر سکتے جو اس ملک میں ہمیں پیش آتی ہیں۔ مسٹر شیرانی کا کتب خانہ بڑے بڑے انگریزی کتب خانوں میں شمار ہوتا ہے اور اُس نے قیمتی کتابوں کے حاصل کرنے کے لیئے بہت سا روپیہ خرچ کیا ہے اور ان کتابوں سے ہمیں بہت مدد ملتی ہے۔ مَیں اپنی نسبت کچھ لکھ نہیں سکتا۔ مگر مَیں اتنا کہتا ہوں کہ مَیں ایک سچے مسلمان کی زندگی بسر کرنے کی کوشش کرتا ہوں اور میرے نہایت ہی قریبی اور عزیز رشتہ دار مجھ سے صرف اسی وجہ سے مخالفت رکھتے ہیں کہ مَیں نے مذہب اسلام قبول کر لیا ہے۔ مَیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نمونہ پر چلکر انکی ناراضگی کو ٹھنڈا کرنے کی کوشش کرتا رہتا ہوں۔ مَیں بہت سے عام جلسوں میں اسلام کی حمایت میں تقریریں کرتا ہوں اور اخباروں میں بھی مضمون بھیجتا ہوں جو میرے مضامین کو لینے میں بہت تأمل کرتے ہیں اور میرے بعض مضامین چھاپ دیتے ہیں۔ میرے دوست اور معاون دو نومسلم ہیں ایک کا نام مسٹر عمر فلائیٹ ہے اور دوسرے کا نام مسٹر احمد براؤننگ ہے۔ مجھ سے درخواست کی گئی تھی کہ مَیں انگریز نومسلموں کا لیڈر بنوں اور مَیں نے یہ کام بہت تأمل اور فکر کے بعد قبول کر لیا ہے ؛

یہ ہے مختصر حال انگلستان میں اسلام کی ترقی کا۔ ہمارے سامنے ایک بہت مشکل اور دشوار کام ہے مگر ہم اپنا حوصلہ نہیں ہارتے۔ اللہ تعالیٰ تمام مشکلات اور امتحانوں میں ہماری مدد کرتا ہے۔ اور ہم اُمید کرتے ہیں کہ عنقریب ووکنگ کی مسجد کے علاوہ ایک مسجد خود شہر لنڈن میں انشاء اللہ تعالیٰ تیار ہوگی۔ جو اس بات کا نشان ہوگی کہ اسلام اس ملک میں قیام کرنے کے لیئے آیا ہے اور یہ کہ ہمارے کام کی بنیاد ایک مضبوط چٹان پر واقع ہے۔

مَیں ایڈیٹر ریویو آف ریلیجنز کا بہت ممنون ہوں کہ وقتاً فوقتاً اسلامی رسالے اور کتابیں میرے پاس بھیجتے رہتے ہیں اور مَیں وہ رسالے اور کتابیں ایسے لوگوں کو پڑھنے کے لئے دیتا ہوں جو اسلام سے دلچسپی ظاہر کرتے ہیں۔ میری رائے میں یہ رسالہ اسلام کے لئے مفید کام کر رہا ہے۔ اور مَیں ہر مہینہ میں اسکو پڑھکر بہت خوش ہوتا ہوں۔ اگر کوئی صاحب اسلامی مضامین پر رسالے اخبار اور کتابیں انگریزی زبان میں میرے پاس بھیجے تو مَیں بڑی خوشی سے ایسے تحائف کو قبول کرونگا۔ جب ایسے رسالے دست بدست لوگوں میں پھرتے ہیں تو انکے ذریعہ اسلام کے متعلق جو سب سے اعلیٰ مذہب ہے لوگوں میں زیادہ واقفیت پیدا ہوتی ہے۔

خدائے تعالیٰ کے نشانات اور منکرین کی جلد بازی

خدائے تعالیٰ کے پاک کلام قرآن شریف کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ جب خدائے تعالےٰ کے برگزیدہ نبی اللہ تعالیٰ سے الہام پا کر کسی خبر کو قبل از وقت شائع کرتے تو ایسی خبروں کو شائع ہوئے بہت عرصہ نہیں گذرنے پاتا تھا کہ مخالفین بے صبر ہوکر پوچھتے کہ تمھارا فلاں وعدہ کیوں اب تک پورا نہیں ہوا اور جلد بازی سے یہ کہہ اُٹھتے کہ فلاں پیشگوئی غلط نکلی۔ مگر آخر انکو شرمندہ ہونا پڑتا اور وہ پچھتاتے کہ افسوس ہم نے کیوں جلد بازی سے خدائے تعالیٰ کی باتوں کا انکار کردیا اچھا ہوتا کہ ہم خاموش رہتے تا اس شرمندگی سے محفوظ رہتے جو اب ہم پر وارد ہوئی ہے۔ وہ نبیوں کی پیشگوئیوں کو جھٹلا کر ہنسی کرتے آخر جن باتوں پر وہ ہنسی اُڑاتے تھے وہی باتیں جب سچی نکلتیں تو اُنکے لئے کوئی مفر نہ رہتا۔ جب قادر کے کاروبار نمودار ہوتے تو منکر شرمندہ و نگونسار ہوتے۔ خدائے تعالیٰ ان استہزا کرنے والوں کی نسبت فرماتا ہے ولقد استھزئ برسل من قبلک فحاق بالذین سخروا منھم ما کانوا بہ یستھزءون۔

خدائے تعالیٰ کے عجیب کاروبار ہیں اُس نے تمام گذشتہ زمانوں کا نقشہ اس زمانہ میں ہمیں دکھا دیا ہے اور جو کچھ قرآن شریف میں پہلے نبیوں اور اُنکے مخالفین کے حالات بیان کیئے گئے ہیں اُن کا نمونہ اس زمانہ میں ہم نے بچشم خود دیکھ لیا اور اس طرح قرآن شریف پر ہمارا ایمان اور بھی بڑھا اور اُس کی سچائی ہم نے اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کر لی۔ خدا تعالےٰ نے اس زمانہ میں گذشتہ راستبازوں کے نمونہ پر ایک راستباز کو کھڑا کیا اور ہم نے اُس کے حالات میں گذشتہ راستبازوں۔ صادقوں۔ نبیوں اور رسولوں کے حالات کا نمونہ دیکھ لیا۔ اور جو کچھ انبیاءؑ کے بارہ میں قرآن شریف میں مذکور ہے اُن سب باتوں کو ہم نے اس زمانہ کے راستباز پر چسپاں پایا۔ اور نہ صرف یہ بلکہ جو کچھ گذشتہ زمانہ کے منکرین کے حالات خدائے تعالےٰ نے قرآن شریف میں فرمائے ہیں ان سب حالات کا مشاہدہ بھی ہم نے اس زمانہ کے مامور کے مخالفوں میں کر لیا اور اِن لوگوں نے وہ سارے کام کر دکھائے جو پہلے نبیوں کے دشمنوں نے کیئے تھے۔ مگر اس زمانہ کے اُن مسلمانوں پر ہمیں سخت افسوس ہے جنہوں نے قرآن شریف جیسی کتاب کے ہوتے ہوئے اُس راہ پر قدم مارا جو اُن سے پہلے انبیاءؑ کے بدقسمت مخالفین نے اختیار کی تھی۔ اور جو سبق اُن کو قرآن شریف کے بیان کردہ حالات سے حاصل کرنا چاہیئے تھا وہ انہوں نے حاصل نہیں کیا۔ افسوس اُنہوں نے نیکوں اور بدوں کی راہوں کو قرآن شریف میں کُھلے طور پر بیان شدہ پایا مگر بہت سے بدقسمت لوگوں نے بدوں کی راہ پر چلنا پسند کیا اور جو معیار صداقت قرآن شریف نے ایک راستباز کے پرکھنے کے لیئے بیان کیئے ہیں اُن سے قطعاً کچھ فائدہ نہیں اُٹھایا۔

ذیل میں ہم ایک مثال ایسے شخص کی پیش کرتے ہیں جو مولوی کہلاتا ہے بلکہ مولوی کے ساتھ فاضل کا لقب بھی اپنے نام کے ساتھ لگاتا ہے۔ یہ شخص حضرت مسیح موعود کی ایک پیشگوئی پر بعینہٖ اسی طرح اعتراض کرتا اور ہنسی اُڑاتا ہے جس طرح پہلی قوموں کے جاہل دشمن کیا کرتے تھے حالانکہ اگر قرآن شریف کو یہ شخص مدّنظر رکھتا تو ہرگز اعتراض کرنے کے لیئے اپنے قلم کو نہ اُٹھاتا۔ ۴۔ جنوری ۱۹۰۴ء کو خدائے تعالیٰ کے برگزیدہ حضرت مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک وحی الٰہی کو شائع کیا جسکے اصل الفاظ یہ ہیں غُلِبَتِ الرُّوْمُ

فِیْ اَدْنَی الْاَرْضِ وَھُمْ مِّنْ بَعْدِ غَلَبِہِمْ سَیَغْلِبُوْنَ۔ اس وحی الٰہی کا مفہوم یہ تھا کہ سلطنت روم قریب کی زمین میں شکست کھائیگی مگر وہ مغلوب ہونیکے بعد پھر غالب آئیں گے جسوقت یہ الہام شائع ہوا اُسوقت موجودہ جنگ بلقان ورروم کا نام و نشان بھی موجود نہ تھا۔ اس پیشگوئی کے شائع ہونے سے قریباً ۹ سال بعد ایک ایسی زمین میں جو روم کی دارالسلطنت کے لحاظ سے ادنی الارض کہلانے کی ہر طرح مستحق ہے ایک جنگ شروع ہوئی۔ اور اس جنگ میں ایسے دشمن کے ہاتھ سے جو سلطنت روم کے مقابل میں بالکل کوئی حیثیت نہیں رکھتا تھا سلطنت روم کو ایک قابل افسوس اور نہایت ہی قابل شرم شکست پہنچی اور دشمن کو ایسی فتوحات حاصل ہوئیں جو خود اُس کے اپنے اور دیگر قوموں کی اُمیدوں اور وہم وگمان سے بڑھ چڑھ کر تھیں اور جس میدان جنگ میں روم کو یہ شکست پہنچی وہ دارالسلطنت روم سے نہایت ہی قریب اور اسلیئے ادنی الارض کہلانے کا ہر طرح مستحق تھا۔ پس الہام الٰہی کا ایک حصہ خلاف اُمید نہایت ہی حیرت انگیز طور پر پورا ہوگیا۔ سلطنت روم کی کثیر التعداد فوج نے ایک ایسے دشمن کے ہاتھ سے جو اُسکے مقابل میں کچھ بھی حیثیت نہیں رکھتا تھا شکست پر شکست کھائی اور ہزیمت پر ہزیمت اُٹھائی جس کو دیکھکر سلطنت روم کے دوست شرم اور غم کے دریا میں غرق ہوگئے یہاں تک کہ بعض نے عید کے دن بھی ماتمی لباس پہنا اور سلطنت کے دشمن خوشی کے مارے اپنے جاموں سے باہر ہوگئے۔ ایک دنیا ترکوں کو بلقانیوں کے ہاتھ سے شکست پر شکست کھاتے ہوئے دیکھکر تعجب کے مارے انگشت بدنداں تھی۔ ترک سپاہی جو اپنی شجاعت اور بہادری میں شہرہ آفاق تھے۔ چھوٹی چھوٹی حقیر عیسائی ریاستوں کے آگے ہتھیار ڈالنے لگے اور جن لوگوں کو سخت حقارت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا اُنہی لوگوں نے اُنکو پکڑنا اور قید کرنا شروع کیا۔ غرض سلطنت روم کے بہادر سپاہیوں کی شکست نہایت ہی حقیر ریاستوں کے ہاتھ سے ایک ایسا حیرت انگیز سانحہ ہے جس کو دیکھکر کل دنیا دنگ رہ گئی۔ مگر خدائے تعالیٰ کی باتیں پوری ہوکر رہتی ہیں خدائے تعالیٰ نے قریباً ۹ سال پہلے یہ خبر دی تھی کہ رومی سلطنت قریب کی زمین میں ہزیمت اُٹھائے گی اور خدا کی یہ بات لفظ بہ لفظ پوری ہوئی اور اگرچہ بلقان کی چھوٹی چھوٹی ریاستیں سلطنت روم کے مقابل میں کچھ ہستی نہیں رکھتی تھیں مگر خدائے تعالیٰ نے ایسے اسباب

پیدا کر دیئے کہ سلطان روم کی بہادر فوجوں نے ذلیل دشمن کے ہاتھ سے شکست کھائی - اب اگر ہمارے مخالفوں میں انصاف ہوتا تو وہ اس پیشگوئی کی صداقت کی شہادت دیتے کہ کس طرح ایک حیرت انگیز اور خلاف اُمید واقعہ کی خدائے تعالیٰ نے ۹ سال قبل خبر دی مگر خدائے تعالیٰ سچ فرماتا ہے وکاین من اٰیۃ فی السمٰوٰت والارض یمرون علیھا وھم عنھا معرضون ؕ

اب چاہیئے تھا کہ ہمارے مخالف خدائے تعالیٰ کے کلام کی صداقت کا مشاہدہ کر کے خدائے تعالیٰ کے مرسل پر ایمان لاتے یا اگر خدائے تعالیٰ کے مامور کی صداقت پر اپنی پرانی عداوت اور ضد کی وجہ سے شہادت نہ دیتے تو کم از کم خاموش رہتے مگر افسوس کہ انہوں نے استہزاء کی زبان کو دراز کیا ہے اور اب ہم سے یہ پوچھتے ہیں کہ کیا وجہ ہے کہ اب تک پیشگوئی کا دوسرا حصہ پورا نہیں ہوا - چنانچہ اہل حدیث کے "مولوی فاضل" ایڈیٹر نے ابھی سے یہ کہنا شروع کر دیا ہے کہ پیشگوئی غلط نکلی (اہل حدیث - ۲۳ - مئی ۱۹۱۳ء) اسمیں شک نہیں کہ ترکوں میں اب کچھ طاقت نہیں رہی انہوں نے نہایت ہی قابل شرم ہزیمت اٹھائی ہے اور نہایت ہی سخت ذلت کے ساتھ صلح کی درخواست کی ہے اور اپنے تئیں کلیتہً یورپ کی مسیحی طاقتوں کے رحم پر چھوڑ دیا ہے - اب ظاہراً بالکل کوئی اُمید نہیں کہ ترک پھر غالب آئیں - مگر خدا کی باتیں بھی عجیب ہیں اور اُس کی قدرتیں بالکل نرالی ہیں وہ اپنے نشانوں کے لیئے انہونی باتوں کو منتخب کرتا ہے تا اُسکی قدرت ایک چمکار کے ساتھ ظاہر ہو اور دنیا بول اُٹھے کہ واقعی جس ذات نے یہ خبر اتنا عرصہ پہلے ظاہر کی تھی وہ نہ صرف پوشیدہ سے پوشیدہ اور مخفی در مخفی غیب کی خبروں کا علم رکھتا ہے بلکہ اُسکی قدرت بھی نہایت کامل اور اُسکی طاقتیں بالکل غیر منتہی ہیں -

امرتسر کا ایڈیٹر "مولوی فاضل" کے لقب پر بڑا فخر کرتا ہے مگر وہ باوجود اپنے دعویٰ علمیت کے اس پیشگوئی پر ایک ایسا اعتراض کرتا ہے جو ایک جاہل انسان کی شان کے بھی لایق نہیں - وہ اپنے پرچہ مورخہ ۲۳ مئی ۱۹۱۳ء میں لکھتا ہے "قادیانی مشن نے یورپ میں مرزائیت کی اشاعت کا اچھا موقعہ پایا اور بڑی ہمت سے کام لیکر اس موقعہ کو ہاتھ سے جانے نہ دیا مگر خدا نے اُسکا انتظام ایسا کیا کہ اُن کے منہ اور قلم سے ایسی باتیں مشہور کرائیں جن کی تکذیب علی الاعلان ہو رہی ہے" اُس کا اشارہ غُلبت الرّوم والی پیشگوئی کی طرف ہے مگر مولوی فاضل صاحب

اگر اُس پیشگوئی پر غور کرتے جو انہی الفاظ میں قرآن شریف میں درج ہے تو اعتراض کے لیئے اپنی زبان کو ہرگز نہ کھولتے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں قسطنطنیہ کے قیصر اور ایران کے کسریٰ کے درمیان سخت جنگ جاری تھی۔ ابھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکّہ میں ہی تھے کہ ایرانیوں نے رومیوں کو ملک شام میں ایک سخت شکست دی اور بیت المقدس کو فتح کرکے اُسکی اینٹ سے اینٹ بجادی۔ اُسوقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خدائے تعالیٰ سے وحی پاکر یہ خبر شائع کی کہ اگرچہ رومی اسوقت قریب کی زمین (ملک شام) میں شکست پاچکے ہیں مگر بِضْعِ سِنِیْنَ میں وہ غالب آجائیں گے۔ اس پیشگوئی کے شائع ہونیکے بعد بھی برابر ایرانیوں کی فتوحات روز بروز بڑھتی گئیں۔ شام کے بعد انہوں نے مصر فتح کیا جو اُسوقت رومی سلطنت میں شامل تھا پھر بڑھتے بڑھتے ایرانیوں کے لشکر سلطنت روم کے پایۂ تخت قسطنطنیہ کی دیواروں تک پہنچ گئے اور قیصر روم کی سلطنت کے قریباً کُل کے کُل صوبے دشمنوں کے پیروں کے نیچے روندے گئے۔ قیصر روم کا خزانہ بالکل خالی ہوگیا اور پُرانے سپاہی اکثر ہلاک ہوگئے۔ آخر قیصر روم کو سوائے اسکے اور کوئی راہ نہ سوجھی کہ اپنے پایۂ تخت سے بھاگ جائے اور افریقہ کے ایک دُور دراز شہر کارتھیج میں جاکر پناہ لے۔ چنانچہ اس نے اپنا سارا مال و اسباب جہازوں میں بھروادیا اور خود جہاز پر بمع اپنے اہل وعیال کے سوار ہونے کو تھا کہ شہر کے بشپ نے قیصر کے آگے ہاتھ جوڑے اور شہر والوں نے عاجزی سے التجا کی کہ ہمیں اس حالت زار میں تنہا نہ چھوڑا جائے آخر قیصر اِن عاجزانہ التجاؤں کا مقابلہ نہ کرسکا اور اُس نے اپنی رعیت کے ساتھ جینا یا مرنا قبول کیا۔ اب پیشگوئی کی معیاد بھی قریب الاختتام تھی اور بظاہر کوئی علامت نظر نہیں آتی تھی کہ یہ پیشگوئی پوری ہوگی اور قیصر پھر اقبال کا مُنہ دیکھے گا۔ مگر جیسا کہ میں پہلے بیان کرچکا ہوں خدائے تعالیٰ کے کام عجیب اور اُسکی قدرتیں نرالی ہیں وہ اوّل یاس تک پہنچاتا ہے پھر اُسکی مدد غیب سے ہاں بالکل غیب سے نمودار ہوتی اور انہونے کام کر دکھاتی ہے تا معلوم ہو کہ وہ نہ صرف عالم الغیب ہے بلکہ مقتدر اور توانا بھی ہے چنانچہ اس قدر ذلّت اور رسوائی کے بعد جو فتح خدائے تعالیٰ نے ہرقل قیصر روم کو دی تاریخ میں اُسکو ایک اعجوبہ شمار کیا جاتا ہے اور کُل مورخین بالاتفاق اُسکو ایک تاریخی معمہ قرار دیتے ہیں اور اُسکے حل کرنے سے وہ اپنے تئیں عاجز قرار

دیتے ہیں۔ اسی طرح اگر اب ترک پستی کے گڑھے میں گرے ہوئے نظر آتے ہیں اور اُنکی کامیابی
کی کوئی سبیل نظر نہیں آتی تو اس سے تعجب نہیں کرنا چاہیئے بلکہ ضروری تھا کہ ایسا ہو کیونکہ
ایسی ذلت اور رسوائی کے بعد اُن کا غالب آنا واقعی ایک معجزہ ہوگا جس سے پیشگوئی کی
عظمت اور بھی بڑھیگی بلکہ اگر سلطان روم کی موجودہ حالت کا قیصر روم کی اُسوقت کی
حالت کے ساتھ مقابلہ کیا جاوے تو معلوم ہوتا ہے کہ جو ذلت قیصر روم کو پہنچی تھی ابھی تک
سلطان روم کو خدائے تعالیٰ نے اُس سے محفوظ رکھا ہوا ہے مگر ہمیں "مولوی فاضل" کی
جلد بازی پر تعجب آتا ہے۔ مَیں بیان کرچکا ہوں کہ قیصر روم کی صورت میں شکست کا دائرہ
ادنی الارض تک محدود نہیں رہا تھا بلکہ ادنی الارض کے علاوہ دوسرے
علاقوں میں بھی وہ برابر کئی سال تک شکست پر شکست کھاتا رہا اور ہزیمت پر ہزیمت اُٹھاتا رہا
اور اُسکے دشمنوں نے اسکی ساری سلطنت کو تہ و بالا کردیا مگر یہاں تو ابھی ادنی الارض
سے دشمن نے آگے قدم نہیں رکھا اور ہمارے "مولوی فاضل" نے ابھی سے کہنا شروع
کردیا ہے کہ علی الاعلان پیشگوئی کی تکذیب ہو رہی ہے ع برایں عقل و دانش بباید گریست۔
مجھے سمجھ نہیں آتا کہ صرف بلقان میں شکست تام کھانے سے پیشگوئی کی تکذیب کس طرح ہوگئی۔
اس سے تو پیشگوئی کی تصدیق ہو رہی ہے کیونکہ اس شکست سے غُلِبَتِ الرُّوْمُ
فِیْٓ اَدْنَی الْاَرْضِ کا الہام پورا ہو رہا ہے۔ بلکہ اگر خدانخواستہ دشمن اس سے
بھی زیادہ فتوحات حاصل کرے اور سلطنت روم کے دوسرے علاقوں میں بھی ترک شکست
کھاتے جائیں اور دشمن اسطرح فتح پر فتح حاصل کرتے جائیں جسطرح قیصر روم کے مقابل میں اہل
ایران حاصل کرتے رہے تھے پھر بھی "مولوی فاضل" صاحب یہ اعتراض نہیں کرسکتے کہ پیشگوئی
کی تکذیب ہو رہی ہے کیونکہ پہلے بھی ادنی الارض پر بس نہیں ہوئی تھی بلکہ کل سلطنت
روم اس مصیبت میں مبتلا ہوگئی تھی۔ اسلیئے اگر خدانخواستہ اب بھی ایسا ہو تو "مولوی فاضل"
صاحب کو اعتراض کرنے کی کوئی گنجائش نہیں۔ "مولوی فاضل" صاحب گھبرائیں نہیں ہمیں
قرآن شریف کے الفاظ میں اُنکو کہتا ہوں تربصوا فانی معکم من المتربصین
اسجگہ یہ کہنا بھی بیجا نہ ہوگا کہ قرآن شریف کی آیت وَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ غَلَبِهِمْ

سَیَغْلِبُوْنَ کی ایک قرأت یہ بھی ہے وَھُمْ مِنْ بَعْدِ غَلَبِہِمْ سَیُغْلَبُوْنَ
اور یہ دونوں آیتیں دو علیحدہ علیحدہ پیشگوئیاں ہیں پہلے خدائے تعالیٰ نے یہ خبر دی کہ رومی
ایرانیوں پر شکست کھانے کے بعد غالب آجائیں گے اور پھر ایک اور وحی نازل فرماکر یہ
خبر دی کہ رومی غالب آنے کے بعد پھر مغلوب ہوجائیں گے چنانچہ یہ دونوں پیشگویاں
پوری ہوگئیں۔ اوّل رومی شکست کھانے کے بعد ایرانیوں پر غالب آگئے پھر ایرانیوں
پر غلبہ پانیکے بعد مسلمانوں کے سامنے مغلوب ہوگئے اور اسطرح دونوں پیشگویاں یکے بعد دیگرے پوری
ہوگئیں۔ تعجب ہے کہ اسوقت بھی ایسے ہی دو الہامات ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وحی میں لکھے ہوئے
پاتے ہیں۔ ۴۔ جنوری ۱۹۰۴ء کا الہام یہ ہے غُلِبَتِ الرُّوْمُ فِيْ اَدْنَى الْاَرْضِ وَھُمْ
مِنْ بَعْدِ غَلَبِہِمْ سَیَغْلِبُوْنَ اور اسپر اسی طرح اعراب دیئے گئے ہیں ملاحظہ ہو ریویو اُردو
بابت جنوری ۱۹۰۴ء پھر ۲۔ جنوری ۱۹۰۸ء میں خدائے تعالیٰ کی ایک اور وحی نازل ہوئی اور اسکے الفاظ
یہ ہیں وَھُمْ مِنْ بَعْدِ غَلَبِہِمْ سَیُغْلَبُوْنَ اور اسمیں یُغلبون کی یاء پر اسی طرح ضمہ دیا گیا ہے
جسطرح یہاں دیا گیا ہے (دیکھو ریویو اُردو بابت جنوری ۱۹۰۸ء) خدائے تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ یہ باتیں
کسطرح پوری ہونگی۔ اگر امرتسری "مولوی فاضل" ہماری اس تحریر سے اتفاق نہیں کرتا تو پھر بھی ہم کہتے ہیں
کہ وہ اس پیشگوئی پر اعتراض نہیں کرسکتا کیونکہ ایک رنگ میں یہ پیشگوئی پوری بھی ہوچکی ہے۔ کیونکہ پہلے ترکوں
کو ادنی الارض میں شکست فاش ہوئی پھر سقسطنطنیہ پر انکو فتوحات حاصل ہوئیں جنکا اقرار مخالفوں کی تاروں میں بھی موجود
ہے اسکے بعد کچھ عرصہ لڑائی بند رہی۔ اور جب پھر شروع ہوئی تو ترکوں کو پھر شکست ہوئی۔ اسطرح دونوں مندرجہ بالا الہام

حضرت عیسیٰ ابن مریمؑ کے آسمان پر جانیکا فیصلہ ہوگیا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعوٰی کے قبول کرنے کے لیئے سب سے پہلا امر
جس کا فیصلہ کرنا ضروری تھا وہ عام مسلمانوں کا یہ زعم تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے عنصری
جسم کے ساتھ آسمان پر چڑھ گئے تھے اور ابتک اسی خاکی جسم کے ساتھ آسمانوں میں زندہ
موجود ہیں یہ ایک نہایت ہی مُہتم مرحلہ تھا جس کا فیصلہ کرنا سخت ضروری تھا۔ کیونکہ اگر یہ امر
حق ہوکہ واقعی مریمؑ کے بیٹے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے خاکی جسم کے ساتھ آسمان پر چڑھ

گئے تھے اور ابتک آسمانوں میں اسی خاکی جسم کے ساتھ زندہ موجود ہیں اور دوبارہ دنیا میں اُترنے کے منتظر بیٹھے ہیں تو پھر کسی دوسرے مدعی کی بات کو ہم سُن بھی نہیں سکتے ۔ کیونکہ جب اصل شخص خود زندہ موجود اور دوبارہ اُترنے کا منتظر ہے تو پھر کس طرح ممکن ہے کہ وہ تو آسمان پر بیٹھے کا بیٹھا رہ جائے اور کوئی دوسرا اُس کا عہدہ غصب کر لے۔ پس حضرت مرزا صاحب کے دعویٰ مسیحیت کا سارا دارو مدار اسی ایک عقیدہ پر تھا۔ کیونکہ اگر لوگوں کا یہ زعم واقعی ایک حقیقی اور سچّا امر تھا تو پھر حضرت مرزا صاحب کا دعویٰ سراسر باطل ٹھہرتا تھا اور بالکل قابل شنوائی نہ تھا۔ چنانچہ جب حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے دعوائے مسیحیت کا اعلان فرمایا تو سب سے پہلے جو اعتراض کیا گیا تھا وہ یہی تھا کہ حضرت عیسیٰ ابن مریم زندہ اسی جسم عنصری کے ساتھ آسمان پر چڑھ گئے تھے اور اسوقت وہ اسی خاکی جسم کے ساتھ زندہ موجود ہیں تو پھر انکی زندگی میں کسی اور شخص کی کیا مجال ہے کہ اُنکے مقام پر کھڑا ہو۔ چنانچہ شروع شروع میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو علمائے ہندوستان و پنجاب کے ساتھ جو مباحثات کرنے پڑے اُن میں اسی مسئلہ پر بڑا زور دیا گیا ہے اور اس بات کو تسلیم کیا گیا ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کے دعویٰ کا صدق یا عدم صدق اسی مسئلہ سے وابستہ ہے کیونکہ اگر واقعی اسرائیلی مسیح عنصری جسم کے ساتھ آسمانوں میں دوبارہ اُترنے کا منتظر بیٹھا ہے تو پھر کسی اور شخص کے ظاہر ہونے کا سوال ہرگز اس قابل نہیں کہ اُسپر ذرا بھی توجہ کی جاوے لیکن اگر یہ خیال درست نہیں یعنی حضرت مسیح ناصری اس خاکی جسم کے ساتھ آسمان پر نہیں چڑھے بلکہ طبعی موت سے مر گئے تو پھر اس امر کے ماننے کے بغیر کوئی چارہ نہیں کہ اسی اُمّت میں سے جو خیر الامم کہلاتی ہے کوئی شخص ایسا پیدا ہو جس کا نام خدائے تعالیٰ کے نزدیک عیسیٰ ابن مریم ہو۔ پس واقعی یہ ایک بڑا اہم مسئلہ اور عظیم الشان سوال تھا۔ اِس سلسلہ کے مخالف مولویوں نے اس بات کو خوب سمجھا اسلیئے اُنہوں نے اسی ہتھیار سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعویٰ کو توڑنے کی کوشش کی۔ وہ بڑی تیزی سے اس حربہ کی طرف دوڑے اور اُنہوں نے اپنے زعم میں یہ سمجھ لیا کہ بس اب ہم مرزا کے دعویٰ کا کام تمام کر دینگے مگر جلدی ہی اُن کا دھوکہ دُور ہو گیا اور انہوں نے دیکھ لیا کہ جس چیز کو ہم نے ایک تیز حربہ سمجھا تھا

وہ تو ایک بوسیدہ مٹی کا ڈھیر ہے اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جہاں اوّل اوّل بڑے زور سے حیات عیسیٰ ابن مریم کو پیش کیا جاتا تھا اب اس مسئلہ سے وہ کوسوں دور بھاگتے ہیں اور ہرگز پسند نہیں کرتے کہ اس مسئلہ پر بحث ہو کیونکہ انہوں نے دیکھ لیا ہے کہ یہ ایک دھوکہ تھا جسمیں وہ مبتلا تھے اور یہ کہ قرآن شریف اور صحیح احادیث عیسیٰ ابن مریم کی وفات کی صریح الفاظ میں شہادت دے رہی ہیں جس میں کسی قسم کے شک کرنے کی گنجائش نہیں اگر کسی نے میرے اس بیان کی تصدیق کرنی ہو تو وہ اہل حدیث امرتسر کے فائل کو اٹھا کر دیکھے۔ اس اخبار کا ایڈیٹر اس سلسلہ حقہ احمدیہ کا سخت دشمن ہے اور ہمیشہ اس کا یہی کام ہے کہ جس طرح بن پڑے اس سلسلہ کی تکذیب کرے۔ مگر باوجود اسکے تم نہیں دیکھو گے کہ وہ اپنے پرچہ میں مسیح ناصری کی حیات پر بحث کرتا ہو بلکہ اس نے اسکے متعلق ایک عقلمندانہ خاموشی کا طریق اختیار کر رکھا ہے اور جب کبھی اسکے کسی بھولے بھالے خریدار نے اسکی توجہ اس طرف پھیری ہے کہ وہ حیات مسیح ناصری پر کیوں پُرزور مضمون نہیں لکھتا تو وہ ہمیشہ یہ کہکر ٹال دیتا ہے کہ میں حیات مسیح پر اپنی تفسیر ثنائی میں بحث کر چکا ہوں۔ احمدیوں سے بحث کرتے وقت میں اس امر پر بحث کرنا ضروری نہیں سمجھتا۔ اسکی اس حکمت عملی سے ایک عقلمند آدمی بخوبی دیکھ سکتا ہے کہ احمدی جماعت سے بحث کرتے وقت وہ اس پہلو کو بہت کمزور پاتا ہے اور اُسے نظر آتا ہے کہ اس پہلو سے میری دال نہیں گلے گی ورنہ اگر حیات مسیح کے متعلق کوئی مضبوط دلیل اُسکے ہاتھ میں ہوتی تو وہ کبھی اسکے پیش کرنے سے نہ رُکتا۔ وہ خوب جانتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر زندہ چڑھ جانے اور خاکی جسم کے ساتھ آسمان پر موجود ہونے کا خیال ایک لغو خیال ہے اسلیئے وہ اس پہلو پر آنے سے گریز کرتا ہے۔ حالانکہ اگر قرآن شریف اور احادیث صحیحہ سے روز روشن کی طرح یہ امر ثابت ہوتا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت نہیں ہوئے اور یہ کہ وہ اسی جسم خاکی کے ساتھ آسمان پر چڑھ گئے تو یہ حضرت مرزا صاحب کے دعویٰ مسیحیت کے مقابل میں ایک ایسا حربہ اور عوام کو سمجھانے کا ایک ایسا آسان ذریعہ تھا کہ وہ اس کے استعمال سے کبھی پہلو تہی نہ کرتا۔ غرض ہندوستان میں اور خصوصاً پنجاب میں وفات مسیح کا مسئلہ ایسا صاف ہو گیا ہے کہ مخالف خود سمجھ گئے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر بجسدہ العنصری بیٹھا ہوا خیال کرنا ایک

لغو اور بیہودہ خیال ہے۔ مگر خوشی کی بات یہ ہے کہ اُن اسلامی ممالک میں بھی جہاں عربی ایک مادری زبان ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نہ صرف وفات یافتہ یقین کیا جاتا ہے بلکہ علی الاعلان اخباروں میں بھی یہ عقیدہ شائع ہو رہا ہے کہ حضرت مسیح ناصری وفات پا چکے اور یہ کہ اُنکی رفع سے مراد یہ نہیں کہ وہ اپنے خاکی جسم کے ساتھ آسمان پر چڑھ گئے بلکہ اس سے صرف اُن کا قرب الٰہی ظاہر ہوتا ہے۔ جب حضرت صاحبزادہ صاحب گذشتہ سال حج پر تشریف لے گئے تو مصر کے ایک شیخ الاسلام سے اُنکی ملاقات ہوئی اور اُنہوں نے اُس سے حضرت مسیح ناصری علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نسبت سوال کیا کہ تمہارا عقیدہ اُنکی نسبت کیا ہے تو اُسنے صاف الفاظ میں اقرار کیا کہ ہم اُن کو وفات یافتہ یقین کرتے ہیں۔ ممکن ہے کہ کوئی مخالف اس خبر پر یقین نہ کرے اسلیئے ہم مصر کے ایک مشہور رسالہ المنار کی شہادت اس بارہ میں پیش کرتے ہیں۔ اس رسالہ کا ایڈیٹر وہی سید محمد رشید رضا ہے جسکو اہل الندوہ نے اپنے گذشتہ سالانہ اجلاس پر خصوصیت سے مصر سے بلایا اور اپنے اجلاس کا میر مجلس مقرر کیا تھا جس سے ناظرین دیکھ سکتے ہیں کہ ہندوستان کے علماء کے نزدیک اسکی قابلیت ایک مسلم امر ہے۔ اب دیکھئے کہ ایک ایسا عالم جسکو ہندوستان کے علماء نے مصر سے بلایا اور اپنے جلسہ کا صدر مقرر کیا وہ اس بارہ میں کیا لکھتا ہے۔ وہ اپنے رسالہ جلد ۱۵ نمبر ۱۱ صفحہ ۸۱۴ پر لکھتا ہے:- واما قوله تعالیٰ بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ فقد سبق نظيره فی سورة آل عمران وذلك قوله تعالیٰ (۳: ۵۵ اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسٰى اِنِّىْ مُتَوَفِّيْكَ وَرَافِعُكَ اِلَيَّ وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا) روى عن ابن عباس تفسير التوفى هنا بالاماتة كما هو الظاهر المتبادر وعن ابن جريج تفسيرها باصل معناها وهو الاخذ والقبض والمراد منه ومن الرفع انقاذه من الذين كفروا بعناية من الله الذى اصطفاه وقربه اليه - قال ابن جرير بسنده عن ابن جريج " فرفعه اياه توفيه اياه وتطهيره من الذين كفروا" اى ليس المراد الرفع الى السماء لا بالروح والجسد

ولا بالروح فقط - وعلى القول بان التوفى الاماتة لا يظهر للرفع معنى الا رفع الروح -

ناظرین دیکھیں اس جگہ سید محمد رشید رضا صاحب اُسی آیت کی تفسیر کرتے ہیں جسکو ہمارے مخالف اکثر اپنے اس دعویٰ کے ثبوت میں پیش کیا کرتے تھے کہ خدائے تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ اسی جسم کے ساتھ آسمان پر اُٹھا لیا تھا - وہ لکھتے ہیں کہ اسی مضمون کی آیت سورہ آل عمران میں گذر چکی ہے اور وہ آیت یہ ہے إِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيسٰى إِنِّي مُتَوَفِّيكَ وَرَافِعُكَ إِلَيَّ وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا

اس آیۂ کریمہ کا حوالہ دینے سے سید محمد رشید رضا صاحب کی غرض یہ ہے کہ جس رفع کا آیۂ کریمہ بَلْ رَفَعَهُ اللّٰهُ إِلَيْهِ میں ذکر ہے وہ وہی رفع ہے جو توفی کے بعد واقع ہوئی جیسا کہ سورہ آل عمران کی آیۂ کریمہ سے ظاہر ہے - پھر توفی کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اس جگہ توفی کے معنے اماتة (مارنا - موت دینا) کیئے ہیں اور یہی اس لفظ کے ظاہر اور مشہور اور مروّجہ معنے ہیں - اور ابن جریج سے روایت ہے کہ یہاں توفی اپنے مادہ کے معنوں میں استعمال ہوا ہے یعنی **اخذ و قبض** (لینا - پکڑنا) اور توفی بمعنے قبض اور رفع سے مراد یہ ہے کہ خدائے تعالیٰ نے اپنی عنایت سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو کافروں سے چھڑایا اور اُنکو برگزیدہ کیا اور اپنا قرب عطا فرمایا - ابن جریر - ابن جریج کی روایت کی بنا پر کہتا ہے کہ رفع کے معنے یہ ہیں کہ خدائے تعالیٰ نے اُسکی توفی کی اور اُسکو کافروں سے پاک کیا - یعنی رفع سے یہ مراد نہیں کہ خدائے تعالیٰ نے اُسکو روح اور جسم کے ساتھ یا محض روح کے ساتھ آسمانوں کی طرف اٹھا لیا - اور اگر توفی کے معنے اماتة (موت دینا) کے کیئے جائیں تو پھر رفع سے سوائے رفع روحانی کے اور کوئی معنے نہیں ہو سکتے ؛

ناظرین ملاحظہ فرماویں کہ سید محمد رشید رضا صاحب نے یہ ثابت کیا ہے کہ اگر توفی کے معنے قبض اور اخذ کے بھی کیئے جاویں اگرچہ یہ وہ معنے نہیں جن معنوں میں یہ لفظ اہل زبان میں رائج ہے مگر پھر بھی اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر

اُٹھائے گئے جسم کے ساتھ یا محض روح کے ساتھ بلکہ اس سے مراد (جیسا ابن جریر لکھتا ہے)
صرف یہی ہے کہ خدائے تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دشمنوں کے پنجہ سے نجات
دی۔ اور اس سے رفع جسمانی تو کجا رفع روحانی بھی ثابت نہیں ہوتی۔ ہاں اگر توفی کے وہ
معنے کئے جائیں جو معنے اہل زبان میں رائج ہیں یعنی اماتۃ تو اس صورت میں صرف روحانی
رفع ثابت ہوتی ہے۔ رفع جسمانی کسی صورت میں بھی ثابت نہیں ہوتی خواہ توفی کے
معنے قبض کرنیکے کئے جائیں یا موت دینے کے۔ اسکے بعد سید محمد رشید رضا صاحب
ان لوگوں کے قول کی تردید کرتے ہیں جو کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اسی خاکی جسم
کے ساتھ آسمان پر چڑھ گئے وہ لکھتے ہیں:-

والمشهور بين المفسرين وغيرهم ان الله تعالىٰ رفعه بروحه وجسده الى السماء ويستدلون على هذا بحديث المعراج اذ فيه ان النبى (ص) راٰه هو وابن خالته يحيى فى السماء الثانية ولوكان هذا يدل على انه رفع بروحه وجسده الى السماء لدل ايضاً على رفع يحيى وسائر من راٰهم من الانبياء فى سائر السموٰت ولم يقل بهذا احد۔ یعنی مفسرین اور دیگر لوگوں میں یہ بات مشہور
ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو روح اور جسم دونوں کے ساتھ آسمانوں کی طرف
اُٹھا لیا تھا اور معراج کی حدیث سے استدلال کرتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بمعہ جسم
آسمان پر چڑھ گئے تھے کیونکہ اس حدیث میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اُنکے خالہ زاد بھائی حضرت یحییٰ علیہ السلام کے ساتھ دوسرے
آسمان پر دیکھا تھا۔ لیکن اگر اس حدیث سے یہ استدلال ہو سکتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام
بجسدہ العنصری آسمان پر اُٹھا لیئے گئے تھے تو پھر اس سے یہ بھی استدلال کرنا چاہیئے
کہ اسی طرح حضرت یحییٰ علیہ السلام بھی اور دیگر انبیاء بھی جنکو آنحضرت صلی اللہ علیہ سلم نے
معراج کی راتیں آسمانوں پر دیکھا اسی خاکی جسم کے ساتھ آسمان پر اُٹھا لیئے گئے تھے مگر کوئی
شخص اس کا قائل نہیں ہے (بلکہ اس حدیث سے تو اُلٹا یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام

بھی اُسی راہ اور طریق سے عالم ارواح میں تشریف لے گئے ہیں جس راہ اور طریق سے دیگر انبیاء تشریف لیگئے یعنی موت کے دروازہ سے گذر کر - ایڈیٹر ریویو)

اسکے بعد سید محمد رشید رضا صاحب امام رازی کے بیان کو اپنی تائید میں پیش کرتے ہیں وہ لکھتے ہیں - وذکر الرازی ان المشبھۃ یستدلون بالآیۃ علی اثبات المکان للہ تعالیٰ وذکر للرد علیھم وجوھا (منھا) ان المراد برافعک الیّ الی محل کرامتی وجعل ذٰلک رفعا للتفخیم والتعظیم ومثلہ قولہ تعالیٰ حکایۃ عن ابراھیم انی ذاھب الیٰ ربی وانما ذھب من العراق الی الشام (ومنھا) ان المراد رفعہ الی مکان لایملک الحکم فیہ علیہ غیر اللہ -

یعنی رازی لکھتا ہے کہ مشبہہ فرقہ آیۂ رافعک الیّ سے یہ استدلال کرتے ہیں کہ اس آیۂ کریمہ سے خدائے تعالیٰ کے لیئے مکان کا ہونا ثابت ہوتا ہے اور رازی نے اُن کے اس قول کو کئی وجوہ سے ردّ کیا ہے اور اُن میں سے ایک وجہ یہ ہے کہ میں اپنی طرف تجھے اُٹھاؤں گا سے مراد یہ ہے کہ میں اپنی عزت کے مقام کی طرف تجھے بلند کروں گا اور رفع کا لفظ تعظیم و تکریم کے لیئے استعمال کیا ہے - رافعک الیّ ایسا ہی ہے جیسا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا قول قرآن شریف میں بیان کیا گیا انی ذاھب الیٰ ربی میں اپنے رب کی طرف جاؤں گا - حالانکہ وہ آسمان کی طرف نہیں گئے تھے بلکہ ملک عراق سے چلکر ملک شام کی طرف تشریف لے گئے تھے - اور ایک اور وجہ یہ لکھی ہے کہ رفع سے مراد ایسی جگہ پہنچانا ہے جہاں اللہ کے سوا حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر اور کسی شخص کی حکومت نہ تھی -

ہمارے مخالف آیۂ کریمہ وَاِنْ مِنْ اَھْلِ الْکِتَابِ اِلَّا لَیُؤْمِنَنَّ بِہٖ قَبْلَ مَوْتِہٖ کو بہت پیش کرتے ہیں اور اس کی نسبت کہتے ہیں کہ اس آیۂ کریمہ سے قطعی طور پر ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ابھی مرے نہیں ہیں بلکہ جب دوبارہ

آدیں گے تو پھر اسکے بعد انکی وفات ہوگی۔ اس آیۂ کریمہ پر بھی المنار کا ایڈیٹر بحث کرتے ہوئے لکھتا ہے:۔

وان من اهل الکتاب ای وما من اهل الکتاب احد الا لیؤمنن به ای یؤمن بعیسی ایمانا صحیحا وهو انه عبد الله ورسوله وایته للناس قبل موته ای قبل موت ذلك الاحد الذی هو نکرة فی سیاق النفی فیفید العموم وحاصل المعنی ان کل احد من اهل الکتاب عندما یدرکه الموت ینکشف له الحق فی امر عیسی وغیره من امر الایمان فیؤمن بعیسی ایمانا صحیحا فالیهودی یعلم انه رسول صادق غیر دعی ولا کذاب۔ والنصرانی یعلم انه عبد الله ورسوله فلا هو اله ولا ابن الله۔

یعنی اس آیۂ کریمہ کے معنے یہ ہیں کہ اہل کتاب میں سے کوئی بھی شخص نہیں مگر وہ اپنی موت سے پہلے حضرت عیسی علیہ السلام پر صحیح ایمان لاتا ہے۔ یعنی ہر ایک صاحب کتاب پر موت کے وقت حضرت عیسی علیہ السلام کے بارہ میں حق ظاہر ہوجاتا ہے اور وہ اسوقت آپر صحیح ایمان لاتا ہے۔ یہودی کو اسوقت معلوم ہوجاتا ہے کہ وہ ایک سچا نبی ہے۔ جھوٹا نہیں ہے اور نصرانی کو معلوم ہوجاتا ہے کہ وہ خدا کا ایک بندہ اور رسول ہے۔ خدا یا ابن خدا نہیں ہے۔

اسکے بعد وہ ہمارے مخالفین کے معنوں کی تردید کرتا ہے۔ وہ لکھتا ہے:۔

وذهب بعضهم الی ان المراد ان کل احد من اهل الکتاب یؤمن بعیسی قبل موت عیسی وهذا مبنی علی القول بان عیسی لما یمت وانه رفع الی السماء قبل وفاته وهم الذین اوّلوا قوله تعالی انی متوفیك ورافعك الیّ وهم علی هذا یحتاجون الی تاویل النفی العام هنا بتخصیصه بمن یکون منهم حیا عند نزوله فیقولون: المعنی وما من احد من

اهل الكتاب الذين ينزل المسيح من السماء الى الارض وهم احياء الا ليؤمنن به ويتبعنه والمتبادر من الاية المعنى الاول وهذا التخصيص لا دليل عليه وهو مبنى على شئ لا نص عليه فى القرآن حتى يكون قرينة له والاخبار التى وردت فيه لم ترد مفسرة للاية -

یعنی بعض لوگ اس طرف گئے ہیں کہ اس آیۂ کریمہ سے یہ مراد ہے کہ اہل کتاب میں سے کوئی شخص نہیں مگر وہ عیسیٰ علیہ السلام کی موت سے پہلے عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لائیگا۔ یہ معنے اس قول پر مبنی ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام ابھی تک نہیں مرے اور یہ کہ وہ مرنے سے پہلے آسمان پر اٹھائے گئے تھے۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے آیۂ کریمہ انى متوفيك و رافعك الي کو ظاہر معنوں سے پھیرا ہے۔ مگر باوجود اسکے وہ مجبور ہوئے ہیں کہ وان من اهل الكتاب میں جو عام نفی ہے اُسکی تخصیص کریں۔ اور عام اہل کتاب کو خاص کرکے صرف وہ اہل کتاب مراد لیں جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے وقت زندہ موجود ہوں گے۔ وہ کہتے ہیں کہ اس آیۂ کریمہ کے یہ معنے ہیں۔ کہ اُن اہل کتاب میں سے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان سے زمین پر اُترنے کے وقت زندہ ہونگے انہیں سے کوئی شخص نہ ہوگا مگر وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لائے گا اور اُسکی اتباع اختیار کرے گا۔ مگر سچ یہ ہے کہ آیۂ کریمہ کے صاف اور ظاہر معنے وہی ہیں جو پہلے لکھے گئے ہیں اور ان لوگوں کے پاس تخصیص کی کوئی وجہ نہیں آیۂ کریمہ میں تو عام اہل کتاب مراد ہیں مگر یہ لوگ بلا کسی قرآنی قرینہ یا نص کے اور بدون کسی دلیل کے انکی تخصیص کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ انسے صرف وہی اہل کتاب مراد ہیں جو نزول عیسیٰ علیہ السلام کے وقت زندہ ہونگے اور جو حدیثیں نزول عیسیٰ علیہ السلام کے بارہ میں آئی ہیں وہ اس آیۂ کریمہ کی تفسیر میں وارد نہیں ہوئیں۔ اگر سید محمد رشید رضا صاحب دوسرے معنوں کی تردید اور اپنے معنوں کی تائید میں دو امر اور بڑھا دیتے تو بہت ہی اچھا ہوتا۔ قبل موته کی دوسری قرأت قبل موتهم بھی ہے جو اس بات کی یقینی دلیل ہے کہ قبل موته

کی ضمیر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف نہیں پھرتی بلکہ صاحب کتاب کی طرف پھرتی ہے۔ دوسرے خدائے تعالیٰ فرماتا ہے فَاَغْرَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ؁ ان آیات کریمہ سے ظاہر ہے کہ وہ لوگ غلطی پر ہیں جو آیۂ کریمہ وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ الخ کے یہ معنے کرتے ہیں کہ سب اہل کتاب حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لاکر اسلام میں داخل ہوجائیں گے کیونکہ مذکورہ بالاآیات سے پایا جاتا ہے کہ یہود و نصاریٰ کا وجود قیامت تک رہے گا۔ اور نہ کبھی پہلے کسی نبی کے وقت میں ایسا

سید محمد رشید رضا صاحب اپنے معنوں کی تصدیق میں بہت سے دلائل اور قرائن پیش کرتے ہیں وہ لکھتے ہیں :۔

اما المعنی الاول الذی ھو الظاھر المتبادر من النظم البلیغ فیؤیدہ ما ورد من اطلاع الناس قبل موتہم علی منازلہم من الاخرۃ ومن کونہم یبشرون برضوان اللہ وکرامتہ او بعذابہ وعقوبتہ۔ ففی حدیث عبادۃ بن الصامت فی الصحیحین ان المؤمن اذا حضرہ الموت بشر برضوان اللہ وکرامتہ وان الکافر اذا حضر (بضم الحاء ای حضرہ الموت) بُشر بعذاب اللہ وعقوبتہ۔ وروی احمد والنسائی من حدیث انس وغیرھما من حدیث عبادۃ بن الصامت و عن عائشۃ زیادۃ فی حدیث (من احب لقاء اللہ احب اللہ لقاءہ ومن کرہ لقاء اللہ کرہ اللہ لقاءہ) الذي فی الصحیحین وغیرھما وھی انہم قالوا یارسول اللہ کلنا نکرہ الموت فقال "لیس ذلک کراھیۃ الموت ولکن المؤمن اذا حضر جاءہ البشیر من اللہ بما ھو صائر الیہ فلیس شیئ احب الیہ من ان یکون قد لقی اللہ فاحب لقاءہ۔ وان الفاجر اذا حضر جاءہ البشیر من اللہ بما ھو صائر الیہ من الشر فکرہ لقاء اللہ فکرہ اللہ لقاءہ"

؁ اور پھر فرماتا ہے وَاَلْقَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ۔

(وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ)

وروی ابن مردویه وابن منده بسند ضعیف عن ابن عباس (ما من نفس تفارق الدنیا حتی تری مقعدها من الجنة أو النار) وروی مثله ابن ابي الدنیا عن رجل لم یسم عن علیّ مرفوعا- فهذه الاحادیث تؤید ماروي عن ابن عباس وغیره في تفسیر الاٰیة من کون الملائکة تخاطب من یموت من اهل الکتاب قبل خروج روحه بحقیقة امر المسیح مع الانکار الشدید والتقبیح، ومما یؤید هذه الحقیقة النص فی سورة یونس علی تصریح فرعون بالایمان حین ادرکه الغرق- ولها دلائل اخری کالاحادیث الواردة في عدم قبول التوبة عند الغرغرة والله اعلم-

یعنی جو معنے پہلے لکھے گئے ہیں وہ ایسے معنے ہیں جو قرآن شریف کے الفاظ کی اعلیٰ درجہ کی ترکیب و ترتیب سے کھلے طور پر نکلتے ہیں اور وہ احادیث بھی ان معنوں کی مؤید ہیں جن میں بتایا گیا ہے کہ مرنے سے پہلے آدمیوں کو اس سے اطلاع دیجاتی ہے کہ آنیوالی زندگی میں انکو کیا پیش آنیوالا ہے- نیکوں کو رضاء الٰہی اور اعزاز خداوندی کی بشارت دیجاتی ہے اور بدوں کو خدائے تعالیٰ کے عذاب اور سزا سے خبر دیجاتی ہے احمد اور نسائی انسؓ کی حدیث اور ان دد کے سوا اور عبادہ بن صامت کی حدیث سے روایت کرتے ہیں اور صحیحین میں جو یہ حدیث ہے کہ ”جو شخص اللہ تعالیٰ سے ملنا چاہیگا خدائے تعالیٰ اُس سے ملنا چاہے گا اور جو کوئی اللہ تعالیٰ سے ملنا ناپسند کریگا اللہ تعالیٰ بھی اُس سے ملنا ناپسند کریگا“ اس میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا یہ بڑھاتی ہیں کہ صحابہؓ نے کہا کہ ہم میں سے کوئی بھی موت کو پسند نہیں کرتا- اسپر آپنے جواب دیا کہ یہاں موت کی کراہت کا ذکر نہیں ہے بلکہ بات یہ ہے کہ جب مومن پر موت کا وقت آتا ہے تو اُسکے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک بشارت دینے والا آتا ہے اور جو کچھ اُسکو ملنے والا ہے اُس سے اُسکو اطلاع دیتا ہے پس اُسوقت مومن کو کوئی چیز ایسی پیاری نہیں

ہوتی جیسا کہ خدا سے ملنا۔ اور خدائے تعالیٰ بھی اُس سے ملنا پسند کرتا ہے۔ اور جب فاجر کو موت آتی ہے تو اُسوقت اُسکے پاس بھی ایک ذریعہ ستادہ آتا ہے اور جو عذاب اسکو ملنے والا ہوتا ہے اُس سے اُس کو آگاہ کرتا ہے پس وہ خدائے تعالیٰ سے ملنے کو ناپسند کرتا ہے اور خدائے تعالیٰ بھی اُس سے ملنا پسند نہیں کرتا۔ اور ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ کوئی شخص اس دنیا سے جدا نہیں ہوتا جب تک کہ وہ بہشت یا دوزخ میں اپنی جگہ کو دیکھ نہیں لیتا۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی ایک ایسی ہی مرفوع حدیث مروی ہے۔ پس یہ تمام حدیثیں اُس تفسیر کی تائید کرتی ہیں جو حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آیۂ کریمہ زیر بحث کی کی ہے یعنی یہ کہ جب کوئی اہل کتاب میں سے مرتا ہے تو اُسکی روح کے نکلنے سے پہلے فرشتے حضرت مسیح علیہ السلام کی حقیقت کے بارہ میں اُس سے گفتگو کرتے ہیں اور اس حقیقت کی نص قرآنی بھی تائید کرتی ہے یعنی سورہ یونسؑ کی وہ آیت جس میں غرق ہونے کے وقت فرعون کے ایمان لانیکا ذکر ہے۔ اسکے سوا اور دلائل بھی ہیں مثلاً وہ احادیث جو غرغرہ کی حالت میں ایمان کے قبول نہ ہونے کے بارہ میں ہیں۔

دیکھو۔ اب یہ مسئلہ کیسا صاف ہو گیا کہ حضرت مسیح ناصری علیہ السلام اس جسم عنصری کے ساتھ آسمان پر نہیں چڑھے بلکہ وہ اپنی طبعی موت سے مر چکے ہیں۔ یہ وہی مسئلہ ہے جسپر ہمارے مخالفین حضرت مسیح موعودؑ کے ابتدائے دعویٰ میں اسقدر شور مچایا کرتے تھے۔ اب تو ہندوستان کے باہر سے بھی یہی آواز آنے لگ گئی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام وفات پا چکے ہیں اور یہ کہ انکا اسی جسم خاکی کے ساتھ آسمان پر جانا ایک خیال باطل ہے اور خود ہندوستان کے مولوی بھی خوب سمجھ گئے ہیں کہ سچ یہی ہے کہ حضرت مسیح ناصری علیہ السلام آسمان پر نہیں چڑھے بلکہ قرآن شریف کے رُو سے وہ وفات پا چکے ہیں۔ اسلئے مباحثہ میں انکو کُھلے الفاظ میں یہ اقرار کرنے سے تو شرم آتی ہے کہ حضرت مسیح وفات پا چکے مگر اپنے بدلے ہوئے عقیدہ کو اپنی منطقیانہ طرز سے اس رنگ میں ظاہر کرتے ہیں کہ ہم فرض کرتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام وفات پا چکے ہیں۔ حالانکہ اگر یہ امر واقعہ نہ ہوتا تو فرض کے

رنگ میں بھی اسکو کبھی قبول نہ کرتے۔ چونکہ ایک طرف حیات مسیح کو ثابت کرنے سے اپنے تئیں عاجز پاتے ہیں دوسری طرف کھلے الفاظ میں اپنے عجز کا اقرار کرنے سے گھبراتے ہیں اسلیئے یہ کہکر اپنا بچاؤ کرتے ہیں کہ ہم نے فرض کیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مر چکے ہیں۔ یہ بھی حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت کا ایک نشان اور آپ کا ایک معجزہ ہے کہ جن صداقتوں کے انکار کرنے میں لوگوں نے آپکے مقابل میں اسقدر شور مچایا تھا اب وہی صداقتیں دنیا میں قبولیت حاصل کر رہی ہیں فالحمد للہ علی ذلک۔ یہ ہیں حضرت مسیح موعود کی فتوحات جنکے سامنے تلوار اور توپ کی فتوحات کچھ حقیقت نہیں رکھتیں۔ ہم رسالہ المنار جلد ۶ نمبر ۱ صفحہ ۱۰ سے ایک اور اقتباس یہاں درج کرتے ہیں جس سے ہماری اس تحقیق کی تائید ہوتی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام صلیب پر فوت نہیں ہوئے بلکہ صلیب سے زندہ اترے اور زندہ ہی قبر میں رکھے گئے اور زندہ ہی حضرت یونس علیہ السلام کی طرح قبر کے پیٹ سے نکل آئے۔ ہمارے ملک کے مولوی صاحبان ذرا ذیل کے اقتباسات کو غور سے پڑھیں:۔

ویروی عن بعض المدققین من علماء اوربة الاحرار وکذا الذین یسمون المسیحیین العقلیین ان الذي صلب لم یمت بل أغمی علیه فلما انزل ولف باللفائف ووضع في ذلك الناووس افاق وألقی اللفائف حتی اذا جاء الذین رفعوا الحجر لافتقاده خرج واختفی عن الناس حتی لا یعلم به أعداؤه۔ ومما اوردوا من التقریب علی هذا ان المصلوب لم یجرح منه الا کفاه ورجلاه وهي لیست من المقاتل ولم یمکث معلقا الا ثلاث ساعات وکان یمکن ان یعیش علی هذه الصفة عدة ایام وانه لما جرح بالحربة خرج منه دم وماء والمیت لا یخرج منه ذلك، بل قالوا ان ذلك لم یکن صلبا تاما کالمعتاد في تلك الأزمنة

ومن النقول المصرحة بشیوع هذا الرأي ماجاء في

(ص ۵۶۳ من کتاب ذخیرۃ الالباب، فی بیان الکتاب)
وھو: "فللکفرۃ والجاحدین فی تکذیب تلک المعجزۃ
مذاھب شتی ... فمنھم من استفزتھم مع بھردواک و
بولس غنلب حماقۃ الجھل ووساوس الکفر الی أن قالوا
أن یسوع نزل عن الصلیب حیا ودفن فی القبر حیا"

یورپ کے بعض آزاد خیال محققین اور مسیحیوں کے ریشلنسٹ فرقہ کا یہ قول ہے کہ
جب یسوع کو صلیب پر لٹکایا گیا تو وہ مرا نہیں بلکہ اُس پر غشی طاری ہو گئی اور جب اُسکو اُتارا
گیا اور کفن میں لپیٹا گیا اور قبر میں رکھا گیا (جو ایک چھوٹی کوٹھری کی طرح تھی) تو اُس کو
ہوش آ گئی اور اُس نے کفن کے کپڑے اُتار دیئے اور جو لوگ اُس کا حال دریافت کرنے
کے لیئے آئے جب اُنہوں نے قبر کے منہ سے پتھر کو ہٹایا تو یسوع باہر نکل گیا۔ اور
اُس نے اپنے تیئں لوگوں سے مخفی رکھا تا اُس کے دشمن اُسکو معلوم نہ کر لیں اور جو امور
اس عقیدہ کی تائید میں پیش کیئے جاتے ہیں اُن میں سے ایک یہ ہے کہ یسوع کی صرف
ہتھیلیاں اور پاؤں زخمی ہوئے تھے اور یہ زخم ایسے نہیں کہ انکے سبب ایک انسان
ہلاک ہو جائے۔ اور وہ صلیب پر صرف ۳ گھنٹے لٹکا رہا اور اگر وہ اس طرح کئی دن
بھی لٹکا رہتا پھر بھی زندہ رہ سکتا تھا۔ اور جب ایک حربہ کے ذریعہ اُسکو زخم دیا گیا
تو اُسکے بدن میں سے خون اور پانی نکل آیا اور مردہ میں سے اس کا نکلنا محال ہے۔
ان لوگوں کا قول ہے کہ وہ صلب نام نہیں تھا جیسا کہ اُس زمانہ میں رواج تھا۔

اس امر کی کہ یہ عقیدہ عام طور پر رائج تھا ایک نقلی شہادت کتاب ذخیرۃ الالباب
فی بیان الکتاب کے صفحہ ۵۶۳ پر ملتی ہے جہاں لکھا ہے کہ اس معجزہ کے منکرین کئی
مذہب رکھتے ہیں اُنہیں سے ایک گروہ وہ ہے جو بہردواک اور بولس غنلب
کی طرح اپنی جہالت اور وسوسہ شیطانی کی وجہ سے یہ کہتے ہیں کہ یسوع صلیب سے
زندہ ہی اُترا اور قبر میں زندہ ہی رکھا گیا"

ناظرین غور فرماویں کہ جو کچھ حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا اُسکی کس طرح ہر طرف سے

تصدیق ہو رہی ہے۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ وہ زمانہ بہت قریب ہے جب کہ آپکے عقائد ہی دنیا میں سچے عقائد یقین کیئے جاوینگے۔ کیا ہی اچھا ہوتا کہ اس ملک کے لوگ حضرت مسیح موعودؑ کی بیان کردہ صداقتوں پر سب سے اوّل ایمان لانے والے ہوتے۔

مسیحی انجیلوں کا ایک جدید نسخہ

مجھے یہاں اس بحث کے چھیڑنے کی ضرورت نہیں کہ کس طرح سنہ ۳۲۵ء میں ایک کونسل میں بیٹھکر مسیحی لوگوں نے بہت سی انجیلوں میں سے صرف چار انجیلوں کو منتخب کیا اور نہ مجھے اس بحث میں پڑنے کی ضرورت ہے کہ یہ چاروں انجیلیں ایسے گمنام آدمیوں کی تحریریں ہیں جنکے نام سے کوئی آگاہ نہیں اور یہ کہ یہ انجیلیں لکھنے والوں نے حضرت مسیح علیہ السلام سے ایک لمبا عرصہ بعد لکھیں مگر افسوس تو یہ ہے کہ یہ چار انجیلیں بھی اصلی حالت میں نہیں یعنی جس حالت میں انکے لکھنے والوں نے انکو لکھا اُس حالت میں ہمارے پاس محفوظ ہوکر نہیں پہنچیں بلکہ بگڑی ہوئی حالت میں پہنچی ہیں (اور انہیں بہت سی تبدیلیاں کی گئی ہے)۔ یا دوسرے الفاظ میں یوں کہو کہ محرف و مبدل ہیں اس کا ایک آسان ثبوت یہ ہے کہ جو پرانے نسخے دستیاب ہوئے ہیں اُن میں اور موجودہ مروجہ نسخوں میں کلی تطابق نہیں ہے۔ اور نہ اُن پرانے نسخوں میں باہم کلی مطابقت ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ گڑبڑ ابتداء سے چلی آئی ہے۔ بعض مشہور پرانے نسخے جو اسوقت موجود ہیں اور جو ایک دوسرے کے ساتھ اختلافات رکھتے ہیں یہ ہیں :-

۱- کوڈیکس سینیٹی کس۔ (چوتھی صدی کا نسخہ)

۲- 〃 وے ٹی کے نس (〃)

۳- سکندریہ کا نسخہ (پانچویں صدی کا نسخہ)

۴- کوڈیکس افریمی (〃)

نوٹ :- نسخہ ۴ کو درمیانی زمانہ کے ایک کاتب نے عمداً ایسا بگاڑا ہے کہ اب وہ پڑھا بھی نہیں جاتا۔

۵ - کوڈیکس بے زی جو اسوقت کیمبرج میں موجود ہے (چھٹی صدی)
علاوہ اُنکے اور بہت سے سریانی اور لاطینی زبان کے نسخے ہیں جن کے ذکر کرنے کی یہاں ضرورت نہیں۔

ان نسخوں کے علاوہ حال میں ایک جدید نسخہ چار انجیلوں کا مصر سے دستیاب ہُوا ہے جسکی نسبت خیال کیا جاتا ہے کہ وہ چوتھی یا پانچویں صدی کا لکھا ہُوا ہے اسکے ظہور نے موجودہ اناجیل کے محرف و مبدل ہونے کو اور بھی آشکارا کر دیا ہے اور بعض اسمیں ایسی عبارتیں ہیں جو کسی دوسرے نسخے میں نہیں پائی جاتیں - چھ سال ہوئے کہ یہ نسخہ ملا تھا۔ اُسوقت اتفاق سے مصر میں ایک امریکہ کا تعلیم یافتہ اور دولتمند امیر مسٹر سی ایل فری آر موجود تھا اُس نے بہت سا روپیہ دیکر یہ نسخہ خرید لیا - اس جدید نسخہ کے ابتدائی حالات تو اُسی وقت شائع ہو گئے تھے اور اُسکے چند صفحوں کے عکس سے یہ تو ثابت ہو گیا تھا کہ یہ نسخہ بہت پُرانا ہے غالباً چوتھی یا پانچویں صدی کا اور یہ بھی ثابت ہو گیا تھا کہ اسکی عبارتیں بھی موجودہ انجیلوں اور دوسرے نسخوں سے نرالی ہیں خصوصاً مرقس کی انجیل کے آخر میں بہت سے ایسے فقرے ہیں جو دنیا کے کسی دوسرے نسخے میں نہیں پائے جاتے مگر پوری رائے ظاہر کرنے کے لیئے یہ ضروری تھا کہ یہ سارا نسخہ پورے کا پورا ہمارے سامنے ہو مسٹر فری آر نے اس نسخہ کے شائع کرنے کا کام میچیگن یونیورسٹی کے سپرد کیا - اور اس یونیورسٹی کے مشہور پروفیسر ایچ - اے سینڈرس نے اس کام کو اپنے ہاتھ میں لیا۔

اب جب یہ جدید نسخہ بتمام شائع ہو چکا ہے تو موجودہ مروّجہ نسخوں کے ساتھ مقابلہ کرنے سے دیکھا گیا ہے کہ اس جدید نسخے اور مسیحیوں کی اُن انجیلوں میں جن کو وہ مستند کہتے ہیں اور جو اُن میں آجکل رائج ہیں سخت اختلاف ہے۔ اس نسخہ میں اناجیل کو حسب ذیل طریق سے ترتیب دی گئی ہے - ۱ - متی کی انجیل - ۲ - یوحنا کی انجیل - ۳ - لوقا کی انجیل - ۴ - مرقس کی انجیل موجودہ نئے عہدنامہ میں ترتیب حسب ذیل ہے - ۱ - متی - ۲ - مرقس - ۳ - لوقا - ۴ - یوحنا - خیر یہ تو کوئی بڑا اختلاف نہیں - اگرچہ اگر کوئی پُرانا قرآن شریف کا نسخہ ایسا ملجاتا جس میں سورتوں کی ترتیب وہ نہ ہوتی جو صحیح قرآن شریفوں میں ہے - تو مسیحی لوگ کبھی ہمیں آرام نہ لینے دیتے۔

متی کی موجودہ انجیل اور جدید نسخہ میں ۱۱ باب میں کئی ایک ورسوں کا اختلاف ہے۔ دے ٹی کے نس اور سینیٹی کس کے نسخے مروجہ متی کی انجیل سے بہت اختلاف رکھتے ہیں۔ یوحنا کی انجیل اور جدید نسخے میں بڑا فرق ہے۔ . . . .

. . . .

حوض کا نام موجودہ یوحنا کی کتاب میں بیت حسدا ہے (دیکھو ۵ باب ۔ ورس ۲) اس انجیل میں حوض کا نام بیت صیدا ہے اور یہی نام نسخہ دے ٹی کے نس میں ہے۔ موجودہ انجیل یوحنا باب ۵ ورس ۴ میں یہ فقرہ ہے جو پانی کے ہلنے کے منتظر تھے۔ دے ٹی کے نس کے نسخہ میں یہ عبارت ندارد ہے۔ موجودہ یوحنا کی کتاب باب ۵ ورس ۴ میں لکھا ہے کہ "ایک فرشتہ بعضے وقت اُس حوض میں اُتر کے پانی کو ہلاتا تھا اور پانی کے ہلنے کے بعد جو کوئی کہ پہلے اُس میں اُترتا کیسی ہی بیماری میں گرفتار ہُوا ہو اُس سے چنگا ہو جاتا تھا" دے ٹی کے نس کے نسخہ میں اس فرشتہ کا ذکر بالکل ندارد ہے اور ایسا ہی اس نئی انجیل میں بھی یہ ذکر بالکل مفقود ہے۔ اس کے بعد آخر تک جہاں جہاں نسخہ دے ٹی کے نس اور دیگر نسخوں میں اختلاف ہے وہاں یہ نئی انجیل زیادہ تر دے ٹی کے نس کے متروک نسخہ کے مطابق ہے۔ اسکی ایک مشہور مثال یوحنا کا باب ۱۹ ورس ۳۹ یہاں یہ نسخہ دے ٹی کے نس اور سینے ٹی کس سے ملتا ہے اور باقی تمام نسخوں اور موجودہ مروجہ انجیل سے مختلف ہے۔

لوقا کی انجیل کے پہلے ۲ بابوں میں یہ نیا نسخہ بجائے مروجہ انجیل اور دیگر نسخوں کے دے ٹی کے نس کے متروک نسخہ کے مطابق ہے مثلاً باب اوّل ورس ۲۹ میں جو یہ فقرہ ہے "تو عورتوں میں مبارک ہے" یہ اس نئے نسخہ میں بالکل ندارد ہے ایسا ہی دے ٹی کے نس اور سینے ٹی کس کے نسخوں میں یہ فقرہ ندارد ہے۔ باب ۲ ورس ۲۴ لوقا کی مروجہ انجیل میں حسب ذیل ہے "زمین پر سلامتی اور آدمیوں سے رضامندی ہووے" مگر نئی انجیل لوقا میں یہ عبارت حسب ذیل ہے "زمین پر آدمیوں کے درمیان سلامتی ہووے جن پر وہ راضی ہے" اسی طرح ۶ باب ۔ ورس اوّل کے الفاظ "دوسرے بڑے سبت کو"

اس نئی انجیل میں ترک کر دیئے ہیں۔

لوقا کے آٹھویں باب سے لیکر آخر تک یہ نئی انجیل اسکندریہ کے نسخے سے زیادہ مطابق ہے۔
لوقا کے آخری بابوں میں جو خونی پسینہ کے واقعہ کا ذکر ہے٭ اس نئی انجیل میں اس کا کہیں ذکر نہیں۔ ایسا ہی سکندریہ کے نسخے اور وے ٹی کے نس میں بھی اس کا ذکر ندارد ہے۔
ایسا ہی جس فقرہ پر مسیحی صاحبان بہت فخر کیا کرتے ہیں کہ صلیب پر لٹکے ہوئے یسوع مسیح نے یہ دعا کی تھی کہ اے باپ ان لوگوں کو بخشدے جنہوں نے مجھے صلیب پر لٹکایا ہے اور اس امر کو مسیح کے اعلیٰ اخلاق کے ثبوت میں پیش کیا کرتے ہیں یہ فقرہ بھی اس نئی انجیل میں ندارد ہے ایسا ہی وے ٹی کے نس اور بے زی کے نسخوں میں یہ فقرہ پایا نہیں جاتا۔ معلوم ہوتا ہے کہ کسی نے یہ فقرہ یسوع مسیح کی بڑائی ظاہر کرنیکے لیئے جعلی طور پر درج کر دیا اور اس فقرہ کے جعلی ہونے کا ایک ثبوت یہ ہے کہ اس دعا نے اپنی قبولیت کا کوئی اثر ظاہر نہیں کیا بلکہ برخلاف اسکے اس فعل کی سزا میں یہود مورد غضب الٰہی ہوئے اور واقعہ صلیب کو ابھی بہت عرصہ نہیں گذرا تھا کہ رومیوں کے ہاتھ سے خدائے تعالیٰ نے یروشلم کے یہود کو عبرتناک سزا دی۔ مسیحیوں کے اعتقاد کے بموجب یسوع مسیح خود خدا تھا۔ پس اگر یہ کلمات یسوع مسیح نے واقعی بولے تھے تو پھر کیوں اپنے قول کے برخلاف یہود کو سزا دی۔

لوقا باب ۲۴ ورس ۳۶ کے مقابل میں نئی لوقا کی انجیل میں ایک بالکل نیا فقرہ ہے جو مروّجہ لوقا کی کتاب میں ندارد ہے اور وہ فقرہ یہ ہے۔ ”میں ہوں۔ ڈرو مت“۔

اس نئے اناجیل کے مجموعے میں جو لوقا کی کتاب ہے اُس میں کئی ایسی عبارتیں ہیں جو بالکل نئی ہیں اور کسی دوسرے نسخے میں اُنکا پتہ نہیں چلتا۔ اور نہ مروّجہ لوقا کی انجیل میں اُن کا نام و نشان پایا جاتا ہے۔ مرقس باب ۱۔ ورس ۲۷ کی عبارت مروّجہ کتاب میں اور طرز پر ہے اور اس نئی لوقا کی کتاب میں اور طرز پر ہے۔ اسی طرح مرقس باب ۹۔ ورس ۲۴ میں یہ لفظ ہیں۔ ”اُس لڑکے کا باپ چلایا“ نئی مرقس میں لکھا ہے ”اس لڑکے کی روح چلائی“۔
اس نئی انجیل کی سب سے عجیب اور دلچسپ خصوصیت یہ ہے کہ لوقا کی مروّجہ انجیل کے

٭ لوقا باب ۲۲ ورس ۴۴

آخری باب کی ۱۴ ورس کے آگے اس نے ایک بہت لمبی عبارت درج کی ہے جو مروّجہ مرقس کی انجیل میں بالکل ندارد ہے ۱۴ ورس جس کے بعد یہ جدید عبارت نئی انجیل میں پائی جاتی ہے اس طرح پر ہے آخر وہ ان گیارھوں کو جب وے کھانے بیٹھے تھے دکھائی دیا اور انکی بے ایمانی اور سخت دلی پر ملامت کی" اسکے بعد یہ نئی انجیل ایک بہت طویل عبارت درج کرتی ہے جو مروّجہ انجیل مرقس میں بالکل مفقود ہے اُس عبارت کا اردو ترجمہ یہ ہے "انہوں نے عذر کیا اور کہا کہ یہ بدعت اور کفر کا زمانہ شیطان کے تحت میں ہے جو ناپاک روحوں کی وساطت سے اجازت نہیں دیتا کہ خداوند کی سچی طاقت فہم میں آجائے۔ انہوں نے مسیح کو کہا کہ آپ فوراً اپنی راستبازی کا انکشاف فرمادیں اور مسیح نے انکو جواب میں کہا "شیطان کے غلبہ کا زمانہ ابھی پورا نہیں ہوا اگرچہ اُس کا خاتمہ قریب آرہا ہے۔ اُن لوگوں کی خاطر جنہوں نے گناہ کیئے ہیں میں موت کے حوالے کیا گیا تھا تاکہ وہ حق کی طرف واپس آویں اور پھر گناہ نہ کریں۔ بلکہ آسمان میں صداقت کے لازوال جلال کے وارث ہوں۔ لیکن تم تمام دنیا میں وغیرہ وغیرہ"

اب دیکھو نئی انجیل مرقس کی جو اسوقت نکلی ہے اس میں یسوع مسیح اور اُنکے شاگردوں کا یہ کیا ہی دلچسپ مکالمہ درج ہے جس سے اسوقت تک مسیحی دنیا محروم رہی۔ اب چاہیئے کہ کلیسیا ان قیمتی کلمات کو جو اُنکے خداوند اور بزرگ رسولوں کے مُنہ سے نکلے اپنی مرقس کی انجیل میں درج کرکے اس کتاب کی تکمیل کرلیں۔ کیا اب بھی پادریصاحبان ناواقف لوگوں کو یہی کہیں گے کہ خداوند کا کلام جو ہمارے پاس ہے بالکل غیر مبدل اور پورا پورا مستند ہے اور مسلمانوں کا یہ کہنا کہ یہ کتابیں محرف و مبدل ہیں غلط ہے اگر مسیحیوں کی موجودہ کتابیں بالکل درست اور صحیح اور کامل تھیں تو اُنکی پردہ دری کے لئے یہ نئے نسخے کیوں نکلتے آتے ہیں جن میں بالکل نئی عبارتیں درج ہیں۔ کیا اب بھی تحریف ثابت نہیں ہوئی؟-

رپورٹ ماہوار صدر انجمن احمدیہ قادیان بابت ماہ مئی ۱۹۱۳ء

زکوٰۃ:- آمد ۱۲؍ اور خرچ ۵؍۴؍ ہوا-

یتامٰی :- آمد ۱۰/ اور خرچ ۵/۴/۲ ہوا - ایک لڑکا یتیم درزی خانہ میں کام سیکھنے کے لیئے اصل اخراجات پر لیا گیا -

تعلیم :- امتحان انٹرنس کا نتیجہ نکل گیا - گیارہ طلباء میں سے سات کامیاب ہوئے درزی خانہ میں ۱۴ طلباء کام سیکھ رہے ہیں -

اشاعت اسلام :- ماہ مئی ۱۹۱۳ء کے اخیر خریداران ریویو انگریزی میں چار کی ریویو اردو میں ۱۰ کی بیشی ہوئی فالحمد للہ علیٰ ذالک - اور تعداد خریداران تفسیر القرآن میں کوئی کمی بیشی نہیں ہوئی -

مقبرہ :- اس ماہ ایک موصیہ عورت اہلیہ منشی محمد وزیر خاں صاحب فوت ہو کر دفن مقبرہ ہوئی انا للہ و انا الیہ راجعون - تیرہ وصایا آئیں - اور مندرجہ ذیل موصیوں نے بحساب وصیت ذیل کی رقوم بھیجیں -

(۱) ولایت بی بی زوجہ میاں کریم بخش صاحب مرحوم ساکن قادیان عـہ
(۲) ڈاکٹر بشارت احمد صاحب اسسٹنٹ سرجن راولپنڈی ۱۰/
(۳) چودھری نصر اللہ خاں صاحب وکیل سیالکوٹ ۱۲/
(۴) دولت خاں صاحب محرر پولیٹیکل ایجنٹ ستونگ ۲/
(۵) نور محمد صاحب محافظ دفتر گلگت
(۶) ماسٹر عبد الرحمٰن صاحب کوئٹہ
(۷) چودھری عبد الحی خاں صاحب پوسٹماسٹر دیپالپور عـہ
(بحساب اہلیہ مرحومہ)
(۸) بابو عبد الرحمٰن صاحب قسملہ ۱۰/

جملہ سکرٹری صاحبان کسی موصی کا روپیہ بھیجتے وقت اطلاع دیا کریں کہ کس صاحب کی وصیت کے حساب میں وہ رقم بھیجتے ہیں تا اسکے کھاتہ میں اندراج ہو ورنہ غیر محل پر اندراج ہو کر حساب غلط ہوتا ہے -

بیت المال :- اس ماہ مہمان بکثرت حیدر آباد - کٹک - ایران - شام - عراق - مدینہ منورہ

ہانگ کانگ - کابل - لاہور - فیروزپور - وغیرہ سے تشریف لائے - دونوں وقت کھانا کھانے والوں کی تعداد ساڑھے چارسو کے قریب ہے - لنگر کا خرچ یوماً فیوماً ترقی پر ہے مگر آمد کم چنانچہ اسیوجہ سے لنگر کا قرضہ بڑھ رہا ہے - احباب توجہ فرماویں اور اس قرضہ کی ادائیگی کی کوئی راہ سوچیں اگر مقامی ضروریات کے فنڈ سے تھوڑا تھوڑا روپیہ سب انجمنیں بھیجدیں تو یہ قرضہ کم ہوسکتا ہے -

دفتر سکرٹری :- حضرت مولوی محمد علی صاحب ایم - اے سکرٹری صدر انجمن احمدیہ ترجمۃ القرآن کی تکمیل کی غرض سے کچھ عرصہ کے لیئے سرد جگہ تشریف لے گئے ہیں جلد احباب کی اطلاع کے لیئے اُن کا اعلان ذیل میں درج کیا جاتا ہے -

ضروری اطلاع

سب احباب کی خدمت میں التماس ہے - کہ میں یکم جون سے حضرت خلیفۃ المسیح کی اجازت سے تکمیل ترجمہ قرآن کریم کی غرض سے کوہ مری پر چلا گیا ہوں - اور ہر قسم کی خط و کتابت جس کا تعلق میری ذات سے نہ ہو - وہ سکرٹری صاحب صدر انجمن احمدیہ قادیان سے کرنی چاہیئے - میرے پاس خطوط یہاں آنے سے علاوہ اسکے کہ جس غرض کیلیئے میں آیا ہوں یعنی ساری توجہ ترجمہ پر صرف کرنیکی غرض مفقود ہوتی ہے - یہ بھی نقصان ہوتا ہے کہ ایک تو ان خطوط کی جلد تعمیل نہیں ہوسکتی دوسرے محصول ڈاک کا دو بار خرچ پڑتا ہے - اگر کوئی میرے احباب سے پرائیوٹ خط لکھنا چاہیں تو میرا پتہ پنجاب ڈریپری ہوس - مال روڈ مری ہے -

تعمیر :- قبل ازیں حضرت مولانا مولوی محمد علی صاحب سکرٹری صدر انجمن احمدیہ قادیان دو تین بار بذریعہ سرکلر احمدیہ انجمنوں کے پریذیڈنٹوں اور سکرٹریوں کو فنڈ عمارت کی نازک حالت سے آگاہ کر چکے ہیں - اِسوقت صرف اس فنڈ میں ہی روپیہ نہیں بلکہ عمارت پر دوسرے فنڈوں کا روپیہ خرچ کر دینے کی وجہ سے وہ بھی اسوقت خالی ہو گئے ہیں - کیونکہ گورنمنٹ سے تیس ہزار روپیہ لینے کی خاطر عمارت کا کام توجہ سے اور اعلیٰ پیمانہ پر جاری رکھنا پڑا اور اس فنڈ کے روپے کے علاوہ دیگر مدات کا روپیہ صرف کر دینے میں بھی دریغ نہیں کیا چنانچہ

مارچ ۱۹۱۳ء کے گذرنے سے پہلے پہلے تیس ہزار روپیہ لیا گیا۔ علاوہ اسکے سکول کے آئے دن کی ضروریات اس امر کی متقاضی تھیں کہ جس طرح ہوسکے عمارت مدرسہ کو جلد مکمل کیا جاوے اسی وجہ سے ابھی نیچے کی منزل پورے طور پر مکمل نہ ہوئی تھی کہ مدرسہ وہاں لگا یا گیا۔ فنڈ کی یہ نازک حالت ہے کہ کئی دنوں سے عمارت کا ایک ہزار کا ایک بل پڑا ہے جو ابتک ادا نہیں ہوسکا اور اگر برسات سے پہلے پہلے نیچے کی منزل تیار نہ ہوئی تو جسقدر کام ہوچکا ہے اسے برآمدہ کے بغیر برسات سے سخت نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے ہمارے سب کام خدا کے سپرد ہیں اور اسی پر ہمارا توکل و بھروسہ ہے جس طرح وہ پہلے اپنے فضل سے پورے کرتا رہا ہے۔ اب بھی کریگا۔ مگر انسان کا کام ہے کہ اللہ تعالیٰ پر توکل کرکے پوری کوشش کرے۔ اسوقت فی الواقع اضطراری حالت ہے۔ مگر ہم خدا کی رحمت سے ناامید نہیں۔ بلکہ اسکی نصرت کے امیدوار ہیں حضرت خلیفۃ المسیح کی ذات بابرکات نے بھی اسکے متعلق باہر بعض احباب کو خطوط تحریر فرمائے ہیں تاکسی طرح کام جاری رہے۔ اور کام میں حرج نہ ہو۔ اسلیئے میں بھی اس کے ذریعہ آپکی خدمت میں التماس کرتا ہوں کہ جس طرح سے ہوسکے آپ خود بھی ایسے نازک موقعہ پر امداد سے دریغ نہ فرمائیں اور دیگر احباب کو بھی پورے زور سے ساتھ شامل ہونیکے لیئے کہیں۔ یہ وقت ایسا ہے کہ اسوقت کا خرچ کرنا ایک خاص درجہ رکھتا ہے۔ امید ہے کہ آپ ضرور توجہ فرماوینگے۔ اور اُن احباب سے جنکے چندہ تعمیر کے متعلق وعدے ہیں چندہ وصول فرماکر جلد روپیہ بھیجیں گے۔

دفتر محاسب:- اس ماہ کُل آمد ۶۱۲۵-۸-۴ اور خرچ ۹۷۷۶-۲-۷ ہُوا یعنی خرچ آمد سے تین ہزار چھ سو پچاس کے قریب زیادہ ہُوا۔ لنگرخانہ و مدرسہ احمدیہ بہت مقروض ہو رہا ہے

شفاخانہ:- تعداد کل مریضان ۱۸۱۳ اس ماہ تھی۔ انمیں ۸۰۶ نئے مریض آئے ما بیزاپریشن ۱۲ ہوئے۔

شیر علی قائم مقام سکرٹری صدر انجمن احمدیہ قادیان

ریویو سے ہمدردی کا عملی ثبوت

بابو محمد منظور الٰہی صاحب احمدی۔ احمدیہ بلڈنگس۔ نولکھا۔ لاہور تحریر فرماتے ہیں کہ جو بھائی ریویو کی خریداری منظور کرکے سالانہ قیمت نقد ادا کردیگا۔ یا جو پُرانا خریدار ایک نیا خریدار پیدا کرکے اُسکی سالانہ قیمت دفتر ریویو میں

ادا کروا دیگا۔ انکے لیئے البشریٰ یعنی مجموعہ الہامات حضرت مسیح موعودؑ جلد اوّل و آثار مبارکہ یعنی ڈائری حضرت مسیح موعودؑ جلد اول جن کی مجموعی قیمت ۵۰ / ہے۔ کی خریداری میں خاص رعایت کر دیگا۔ یعنی اُنسے بجائے ۵۰ / کے ۴ / ہر دو کتب کے علاوہ محصولڈاک لیئے جاوینگے۔ ایسے دوست جو نئے خریدار ریویو کے بنیں یا نیا خریدار پیدا کریں درخواست خریداری کتب کے ہمراہ رسید دفتر ریویو مجھے بھیجدیں۔ امید ہے کہ احباب اس نادر موقعہ کو رائگاں نہ جانے دینگے۔ اور اس رعایت سے فائدہ اُٹھانے کی کوشش کرینگے۔ ایسی تمام درخواستیں بابو صاحب موصوف کے نام مذکورہ بالا پتہ پر جانی چاہئیں؛

ریویو

الفضل :- حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کا نام نامی اور اسم گرامی ہماری تعریف اور توصیف کا محتاج نہیں۔ جس قدر روحانیت میں آپ کو خدا تعالےٰ نے کمال دیا ہے وہ اظہر من الشمس ہے۔ آپنے خداداد علمی لیاقت ورثہ میں پائی ہے۔ قوم کا سچا درد اور اسکا درمان سوچنا آپ کا رات دن کا شغل ہے۔ اس برگزیدہ انسان کے لخت جگر نے اپنی قوم کی بڑھتی ہوئی ضرورتوں کو دیکھکر باجازت حضرت خلیفۃ المسیحؑ یہ ارادہ کیا ہے۔ کہ ایک ہفتہ وار اخبار بنام الفضل جاری کر کے قوم کو اپنے روحانی فیض اور مفید مشوروں سے بہرہ اندوز کرے۔ اخبار کیسا ہوگا؟ اور اس کے اغراض و مقاصد کیا ہوں گے؟ انکے متعلق اخبار کا پراسپکٹس قاضی اکمل صاحب مینیجر تشحیذ سے منگوا کر ملاحظہ فرما دیں ہم صرف اتنا کہہ دیتے ہیں۔ کہ اخبار اپنی شان میں انشاء اللہ تعالیٰ نرالا ہوگا۔ قیمت اخبار پیشگی للعہ رسالانہ ہے۔ پہلا پرچہ اُمید ہے کہ اس رسالہ کے نکلنے تک شائع ہو چکا ہوگا۔

پیغام صلح :- آجکل تعلیم یافتہ اصحاب کے دماغوں پر جسقدر پریس کی حکومت ہے۔ وہ کوئی پوشیدہ بات نہیں۔ اسلیئے اپنے خیالات اور اسلام کی سچی تعلیم کا اخبار کے ذریعے لوگوں تک پہنچانا بہت مفید اور کارآمد کام ہے۔ اسی غرض کو مدِّ نظر رکھتے ہوئے ہمارے محترم لاہور کے اصحاب نے پیغام صلح سوسائٹی قائم کر کے اسکے زیر اہتمام اخبار پیغام صلح جاری کئے جانے کا اعلان کیا ہے

جس کے آنریری ایڈیٹر جناب خواجہ کمال الدین صاحب ہونگے۔ ہمیں اس بات کا اظہار کرنے میں کچھ بھی تامل نہیں۔ کہ آجتک تمام ہندوستان میں ہندوؤں مسلمانوں کا ایک بھی ایسا اخبار نہیں۔ جو ہفتہ میں تین بار نکلتا ہو۔ اور پھر اتنی کم قیمت چارج کرتا ہو۔ پیغام صلح سوسائٹی نے پانچ پانچ روپے کے حصص مقرر کیئے ہیں۔ ہر ایک حصہ دار پیغام صلح کا ممبر ہوگا۔ اخبار کی سالانہ قیمت ۳ روپے اور طلباء سے للعہ وصول کی جاویگی۔ مفصل حالات کے لیئے ناظرین جناب شیخ رحمت اللہ صاحب مالک انگلش ویرہوس و آنریری جنرل سکرٹری پیغام صلح سوسائٹی لاہور سے اخبار کا پراسپکٹس منگواکر ملاحظہ فرماویں ؀

مہدی و مسیح آگیا:۔ جناب قاضی فضل کریم صاحب نے اس نام کا ایک ٹریکٹ شائع کرکے قرآن کریم اور احادیث صحیحہ کے رو سے ثابت کیا ہے۔ کہ مسیح موسوی دوبارہ کبھی بھی نازل نہیں ہونگے۔ کیونکہ وہ من بعد موسیٰ تھے۔ من بعد محمدؐ کیسے ہو سکتے ہیں صرف بنی اسرائیل کے نبی تھے کافتہ للناس کیسے کہلا سکتے ہیں۔ بلکہ اُمت محمدیہ میں سے ہی ایک ایسا بشر پیدا ہوگا جسکا درجہ مسیح موسوی سے ارفع اور اعلیٰ ہوگا۔ کیونکہ وہ انی رسول اللہ الیکم جمیعا کے تحت میں ہوگا۔ مفید اور جامع ٹریکٹ ہے۔ بڑے سائز کے رنگین کاغذ کے تین ورقوں نہایت اعلیٰ اور خوشخط چھپواکر مفت تقسیم کیا گیا ہے۔ شائقین قاضی فضل کریم صاحب احمدی لنڈا بازار نولکھا۔ لاہور سے منگواکر مخالفین میں تقسیم کرکے اجر حاصل کریں ؀

حضرت مسیح موعودؑ کا دو عیسائیوں میں مکالمہ کے نام سے جناب محمد یمین صاحب احمدی تاجر کتب قادیان نے چودہ صفحے کا ایک ٹریکٹ از کلمات طیبات حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام چھپواکر شائع کیا ہے۔ جس میں انجیل کی خام اور خلاف فطرت تعلیم اور اسکے مقابلہ میں قرآن شریف کی مکمل تعلیم کا پُرزور دلائل سے ثبوت دیا گیا ہے۔ دو پیسے قیمت ہے باہمت اصحاب متعدد کاپیاں منگواکر ملک میں مفت تقسیم کریں۔ اور اجر عظیم حاصل کریں ؀

عیسائی مذہب کا فوٹو:۔ جناب محمد یمین صاحب قادیان سے طلب فرماکر اور مفت تقسیم فرماکر ثواب حاصل کریں قیمت ا؍عہ میں ۲۰ نسخے ؀

بقایا صیغہ جات صدر انجمن احمدیہ یکم جون ۱۹۱۳ء

مد	رقم
تعلیم	۴۷۱۶-۱۲-۸
اشاعت	۲۲۳۳-۶-۸
تعمیر	۶۲۶-۱۰-۲
یتامیٰ	۴۹۷-۶-۸
مساکین	۷۸۳-۱۳-۱۱
امانت	۱۴۱۲-۱۲-۹
زکوٰۃ	۳۱۰۵-۱۳-۸
بورڈران احمدیہ	۴۴-۱۰-۶
ہالی	۱۱۳-۲-۵
مستقل فنڈ	۳۹۱۲-۲-۶
	۱۷۴۴۷-۱۱-۱۱
منہا کردہ فاضل	۵۳۹۵-۱۳-۲
	۱۲۰۵۱-۱۴-۹
منہا کردہ پیشگی	۱۱۳۳۲-۷-۹
	۷۱۹-۷-۰

تفصیل پیشگی

مد	رقم
تعمیر	۵۶۱۰-۰-۳
تعلیم	۲۲۰۳-۰-۰
مدرسہ احمدیہ	۵۰۰-۰-۰
متفرقات	۱۰۴۱-۷-۶
مقبرہ	۳۸۵-۰-۰
بیت المال	۳۹۳-۰-۰
اشاعت	۱۲۰۰-۰-۰
میزان	۱۱۳۳۲-۷-۹

تفصیل فاضل

مد	رقم
متفرقات	۷۴۲-۱۳-۸
بیت المال	۳۵۴۲-۱۴-۱۰
مدرسہ احمدیہ	۹۵۴-۶-۹
مقبرہ	۱۵۵-۹-۱۱
	۵۳۹۵-۱۳-۲

محمد اشرف — ناظر

خلیفہ رشید الدین — محاسب

مطبع میگزین قادیان میں ماسٹر فقیر اللہ اسسٹنٹ منیجر میگزین کے اہتمام سے طبع ہوا